

محمد ادری علیہ السلام

سیدنا میرزا

۱۰۰

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغَيِّرُ الْقَوْمَ حَتّٰى يَغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ
اِنَّ اللّٰهَ اَرَبُّ الْقَتِيْلٰى

Digitized by Khilafat Library

الحکم دار الامال حقہ فادیاکم

چہ گویم یا تو کر آئی چہا در قادیان میں

وہ اپنی شفا میں غرض دار الامان میں

ایک نیکو شکر ہے یہ حق و سچ ہے



نمبر ۲۳ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۰۳ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۲۲ء بروز شنبہ ۱۱ جولائی

اَمَّا الْاَعْمَالُ الْبَالِیَاتُ

میں اس عنوان کے تحت میں غرض ایں تفسیر کا
مذہب لانا چاہتا ہوں۔ جو وہ تین ہفتے سے متواتر
الحکم کی اشاعت میں تعویق یا اس کی ترتیب میں
بے ترتیبی کا باعث ہو رہی ہے۔ اگرچہ میں یہ بھی
جانتا ہوں کہ میری ان اطلاعوں کو پڑھ کر ناظرین
میں انکم اس سے ضرور آگاہ اور آشنا ہیں کہ
میں مقدمہ کی معرفت اور اس کے تعلق
بعض ضروری امور کی تحقیقات کے لئے عہدہ کارڈ
سے باہر آ ہوں۔ لیکن پھر بھی آٹھ سو کے قریب
خبرداروں میں سے دو تین خطوط اس قسم کے
پہنچے ہیں جن میں اشاعت الحکم کے وقت اور
تعویق کے سوال پر توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ تعداد
استقدر تشریف تعداد میں کیجئے ہی قلیل اور ناقابل
الاعتبات کیوں نہ کہ کسی جاوے لیکن میں اس کو
بھی محسوس کرتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ مجھے
چند سطروں کے تحت کی ضرورت پیش آئی۔ اور
چاہتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق اور صفت
دے تو ناظرین کی اطلاع کے لئے ایڈیٹر کی خدمت

پر ایک الگ مضمون لکھ دینا تاکہ ہر شخص کو
کہ از کم اندازہ کرنے کا موقع مل جاوے کہ
یہ کام اتنا سہل اور آسان نہیں ہے جتنا کہ
ہر شخص اپنی جگہ سمجھ رہا ہے۔ یہ حال میں تسلیم
کرتا ہوں کہ جون ۱۹۰۳ء میں الحکم کی اشاعت
میں توقف اور اس کی ترتیب میں کسی قدر
بے ترتیبی ضرور واقع ہوئی ہے لیکن اس
قوم کے لئے جس میں قد مشناسی اور شکر گزاری
کی روح تلخ ہو رہی ہے۔ یہ امور سراسر
چشم پوشی کے قابل ہیں خصوصاً ایسی حالت
میں..... کہ ان کا ہر چیز خد مشگزار اپنے
ذاتی نہیں بلکہ قومی اور پھر دنیوی نہیں بلکہ
دینی کام میں مصروف ہے۔ کو مقدمہ کا تعلق
میری اپنی ذات سے ہے لیکن اس کے تعلق اور
ثمرات کا اثر ساری قوم پر پڑتا ہے اس لئے
میں اس کو قومی کام سمجھتا ہوں۔
الحکم بجائے خود چھ گروہ کی ایک خدمت کا
بہترین ذریعہ ہے اور یہ مقدمہ الحکم ہی کی قیوت
اور حیثیت کی حفاظت کے لئے کیا گیا ہے اس لئے
کہہ تاکہ یہ کام اسی غرض کے ماتحت ہے۔
جو الحکم کے اجراء سے ہے کوئی بعید از عقل بات
نہیں ہے۔

اس لحاظ سے میں اس بے ترتیبی یا تعویق میں غفلت کو
الزام کا مرتکب نہیں سمجھتا۔ بلکہ مجبور تھا جاسکتا
ہوں میں اپنی جگہ الحکم کو قوم کے لئے ہر پہلو سے مفید و فائدہ
بنانی فکر میں رہتا ہوں اور جہاں تک میرا پس چاہتا ہے میں
کوشش کرتا ہوں لیکن الحکم کو چھ مضمونوں میں مفید لکھ
چیز بنانے میں تنہا میری ہی سی مفید اور ناکارگر نہیں ہو سکتی
بلکہ اس میں خود قوم کی بہت بڑی توجہ اور کوشش بکا
ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ اس کا ہر فرد جو الحکم پڑھ سکتا ہے
اسکا ذہن کی کوشش کرے اور اسکو اپنا قومی اور ذاتی
غرض سمجھ کر مزید سے وہ سروں کو مزید بڑھائی کرے
خود وقت پر قیمت اور اس کے وہ سروں سے ملے جس
سے الحکم کی مالی حالت کی بہتری اور اس کے استقلال
اور پائیداری کے لئے جہاں تک اس کا تعلق ہے صورت
پیدا ہو۔ اور پھر ایسی حالت میں الحکم کی اشاعت یا
اس کی ترتیب کا انحصار میری اپنی ہی ذات تک محدود
نہ رہے اس وقت تک الحکم کی ایڈیٹر۔ مطبع کی سہولت نہ
دفعہ بہت سے کام قریباً جھجک رہی کہلے پڑے ہیں جو اپنی جگہ
ایک الگ الگ آدمی چاہتے ہیں اور ابھی مالی حالت اس امر
کی متعینی نہیں کہ کم از کم ساٹھ ستر روپیہ ہوا کارنہ
میں طبع پر ڈالا جاوے جو پہلے ہی سے زیر بار ہے۔
اخبار کے ایڈیٹر کیلئے شاف میں جب تک کم از کم حد تک
ہوں ایسے مشکوکات پیش آتے رہنا قریب آں اور الحکم ہی

۱۸۷
میں ایک امر اور کہہ کر اس نوٹ کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں اس کے متعلق
کچھ اور لکھ سکوں۔ ان امور ہی کو ملاحظہ رکھنے کی سبب اشاعت
الحکم کی ترتیب کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اگرچہ یہ ایک سہل کام ہے لیکن اس میں سستی نہ کی تو کیا حرج ہوگا۔
غرض یہ داستان یہی ہے کہ اس وقت اس کو مفصل بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے لیکن میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ ایڈیٹر کی مشکلات و مضمون میں اس پر مشتمل
اہم میں ایک امر اور کہہ کر اس نوٹ کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں اس کے متعلق

کہ ہے اور نہ ہے۔ اگر ہمارے قوم کی معزز اور
مستورات اس ہمارے لائق ہیں کی دنیا
پر اثر تفریح دیکھنا یہاں اور دیکھنا فرزند کو کشتنا
بند کریں تو نہایت ہی مبارک ہو۔ یہ بات دل میں
نشان لی اور اس کے خدا کا نام تحریر شروع کی
پس پھر کیا تھا دونوں کے بھوکوں کو گویا آسمان سے
بارش نازل ہوا چاروں طرف سے ابوج اعطش کی
آواز گونجنے لگی۔

ہم کہ انظار میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ جس بیتی
اور خوش اسطوری سے خواتین کو مکر کے قرآن کریم کے
مقابلہ و محافطہ کا فیوض قدم کیا کسی نے سر پر رکھا
اور کسی نے آنکھوں سے لگا یا اور آخر سب سے سیدھے
قلب میں جگہ دی۔ مخالفت نہ ہوں تھے اس قدر کو
بجائے میں کو شش اور پھر شہر سے آئیں
بند کریں اور دوسروں کو جو اس نور تبلیغ سے دیکھ رہے
کر چاہتے تھے۔ اپنی طرح انداز کرنا چاہا مگر وہ قادر
اور مقتدر خدا جو اپنے بند کی نافرمانی نہ کرے
اسے تو اس وقت رہنمائی فرماتا اور اس کے دشمنوں کو
پاؤں کرنا ہے وہ ہمارے ساتھ تھا اور اس کی تائید کی
مشعل بر تیر و نہا۔ ایک کورہ میں ہمارے ساتھ تھی
آخوند دشمن کی طرح بات بگڑا اور اٹھی کہ قرآن پر
اور وہ سب مشتعل ہوئے اور لوگوں نے دیکھا چہرہ دلچسپ
خارجہ صاحب کی پوری نے جو ہر دھڑکنے کی کوئلہ
کی مستورات میں صرف قرآن کریم کی پاک
آیتیں پڑھ کر اور معرفت اللہ سے حب و محبت کے
دھوئے کی تبلیغ کر کے حال کی ہے یہ حقیقت میں
حضرت اللہ سے لگا ہوا اور حضرت حکیم دوست مودہ
مولوی نور الدین صاحب کی گراست ہے۔

احمدی سلسلہ میں ایسی قرآن دان و احقران
نہم نظر آن اور فی الطرائف لافون ہم نے انہیں ملک
دیکھی نہ مٹی۔

اسے خدا تعالیٰ کے سچے پیغمبر میں دعا ہے
نیم شبی و سحری سے خدا تعالیٰ ہمارے عورتوں
میں و مریخ رگ کرے کہ ہر ایک مریخ ہے اور
پھر ان کی اولاد۔ باستانی اور نیکی اور پاکدامنی
میں ابن مریم ہو۔

اسکے پیغمبر! یہ تیری ہی الناس حب کا اثر ہے
کونہ کی مستورات میں خواجہ کی پوری روم کی قتل
طرائف سے گاندہ روم لگنی اور ہم سید کرے ہیں کہ
ادبیت ہی مودہ میں حیات جاوید پائیں گی +
ہم آخر میں احمدی سلسلہ کے اصحاب کی خدمت میں
پیش کرتے ہیں کہ بیک خدا کے فضل و کرم سے ہماری
مستورات میں بہت سی ایسی خواتین پیدا ہوئی ہیں جن
میں بہتوں کو اپنے اچھے منہ و اخلاق و آداب و حمید
نصائلی و احوال احمدیہ کے ذریعہ سے خوب تعلیمات
پیدا کر سکیں اور قرآن کے ترجمے اور تفسیر سے فائدہ

پہنچائیں اور خدا تعالیٰ کے چھوڑے ہوئے امور و عیال
و اسلام کی تعلیم اور ہدایت پر عملدرآمد کو کی نقص
اور نقصان میں نہ لائیں ہر ایک شہر کی احمدیہ جماعت کو
سرگرم اصحاب و خواجہ صاحب کی فاضل بیوی کو
ضرور موقع دیں کہ ان کی بیویاں جو بیباں ان کی
دعوت و نصیحت سے فائدہ اٹھائیں اور اس عملدار
شہر کے فوٹو پر چلیں اور اپنے مہول کو سلسلہ علیہ
احمدیہ کے مقام میں کامیاب ہونے میں ذریعہ

نہیں +
ظاہری خود آرائی۔ خود ستائی۔ خود نمائی کے زیور
کو اتار کر چھینک دیں اور تقویٰ۔ طہارت اور
صفت کے چمکدار اور بیش بہا زیور سے اپنی روحانی
حسن و جمال کو نمایاں کریں ہم تیار کرتے ہیں کہ قوم
احمدی اس تحریک کی دل سے تائید کرے گی اور اس
کام کو عملی طور سے شروع کرے گا کہ خراجہ صاحب
سے بہت کم عہدوں خدا کو تائید کرے گی کیونکہ وہ خیر عام
میں تبلیغ کرنے کیلئے مستعد و طیار ہیں۔
(نواب محمد خان صاحب از ایئر کونڈ)

در بار شام ۱۲ جون ۱۹۰۳ء

ارشاد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم کے نام کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا
ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے جیسے کہ
ایک برتن چھنی سر کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے۔
ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کوئی بھی نہ غلو
سے روشن اور کدورات نفسانی کے گنگے سے پاک
صاف تھے گویا ان کے خدا فطرت من و کمالہ کے
چنے و صدق تھے۔ کچھ خوب معلوم ہے کہ ابھی تک
ہماری جماعت میں کثرت سے ایسے لوگ بھی ہیں
جو خیال کرتے ہیں کہ اگر ہماری دنیا کو کسی طریق سے
کوئی جیش آئی تو ہم کہہ سکیں گے کہ غیبی قوت
ہم کو ایک طرف ہمارے اختیار پر قادر کرتے ہیں
کہ ہم دنیا پر دین کو مقدم سمجھیں گے اور دوسری
طرف دنیا سے ماضیہا میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں
کہ دنیا کی خاطر ہر ایک دینی تعلقات پر و داشت کر
گوارا کرتے ہیں اور اس کو فی کتب میں ہمارا ہوا ہے
بیل بکری ہی ہمارے توجہ سے ہلنا چھتے ہیں کہ
ہیں یہ کیا ہوا ہم تو مرزا صاحب کے مرید تھے ہمارے
ساتھ کیوں یہ عاقل و فہم ہوا۔ حالانکہ یہ خیال
ان کا خام ہے وہ اس کے رشتے سے جو اللہ تعالیٰ
نے ہمارے پاس پائے ہوا ان میں برکات انہیں انہیں

بر اس وقت نازل ہونے ہیں جب خدا سے مقبول
رشتہ بنا جاوے۔ جیسے رشتہ داروں کو آپس میں رشتہ
کا پاس ہوتا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ کے
رشتہ کا جودہ اس پاک ذات کے ساتھ ہے
تکست پاس ہوتا ہے وہ سوا کریم اس کیلئے
خیریت کہا ہے۔ اور اگر کوئی دیکھ یا محبت کو
پہنچا ہے تو وہ بندہ اپنے لئے راحت جانتا ہے۔
انہیں کوئی دیکھ اس رشتہ کو توڑنا نہیں اور نہ
کوئی شکہ اس کو روکا لگا رہا ہے ایک تپا معلق و جفتی
عشق عبد و معبود میں قائم ہو جاتا ہے۔ اگر ہمارے
جماعت میں چالیس یا پچاس ایسے مقبول رشتہ تھے
جو سچ و راستہ و حق و سچ میں خدا تعالیٰ سے
کی رہنما کو مقدم کریں۔ تو جو جان نہیں کہ ہم کس کس
کے لئے آئے تھے وہ پورا ہو چکا اور جو کس کو اللہ تعالیٰ
وہ کرنا۔ کیسی سوچنے کی بات ہے کہ اس پر کلام رہ
کے تعلقات بھی تو آخر تو تباہ تھے ہی ہمارا دین
نہیں بل تھا۔ مگر ان کی زندگی پر کیسے
انقلاب آیا کہ سب کے سب ایک ہی رفعت پر
ہو گئے اور فیصلہ کر لیا کہ ان دشمن و عیال ہی و
مہالی للذوب العلین ہمارا سب کچھ ہے
کے لئے ہے مگر اس نعم کے لوگ ہم میں ہر جاویں
لوگوں ہی آسمانی برکت اس سے بڑھ کر ہے۔
بیعت کرنا میں نالی اقرار ہی نہیں بلکہ یہ تو اپنے
ہم کو فروخت کرنا ہے۔ خود ذات و نفس میں ہر
کچھ ہی کیوں نہ ہو کسی کی پر وادہ نہ کی جو اسے گوارا
اب کیسے۔ ایسے لوگ ہیں جو اپنے اقرار کو یہ کہتے
ہیں کہ خدا تعالیٰ کو آرا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب کی
کہا ہے کہ اب ہمیں مطلقاً کسی اسم کی تکلیف نہیں
ہونی چاہیے اور ایک پر اس نام کی ہر سہرہ عداوت
انہیں ان طلبوں پر مصائب آئے اور وہ
تاریت قدم رہے گئے ہیں کہ ہر ایک تکلیف سے
تھک کر رہا جاتے ہیں۔ بیعت کیا ہوئی مگر خدا
تعالیٰ کو رشوت دینی ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ فرمایا
ہے احب الناس ان یقر کو ان یقر
اعتاد ہم لا یفتنون۔ یعنی کیا یہ لوگ گمراہ
کرتے ہیں کہ یہ فقط کلمہ پڑھ لینے پر ہی چھوڑ دے
جاویں گے اور ان کو تین دن میں نہیں ڈال جاوے گا
پھر لوگ جاؤں گے کچھ نہ کچھ ہیں ہر ایک میں
کہ جو ہمارے اختیار سے بیعت کرنا ہے جان لینا چاہیے
کہ ہر ایک آخرت کے سراپہ کا فکر نہ کیا جاوے کہ چھین
ہے گا اور یہ ٹھیک کرنا کہ ملک الموت میرے پاس
ہے نہ پھٹکے میرے کچھ کا نقصان نہ ہو میرے مال
کا ال بیکار نہ ہو ٹھیک نہیں ہے خود شرط ہر
دیکھو وہ اور ثابت قلی و صدق علی مستقل رہے
اللہ تعالیٰ ہماری راہوں سے اس کی رعایت کرے گا
اور ہر ایک ہم پر اس کا مددگار بن جاوے گا۔

نقش کرتے ہیں جنکی اصلاح پر آپ کو سب سے
حضرت مسیح کے اس قول کو کہ دشمنوں سے بھی پیار
کرنا چاہئے اور ان کے لئے بھی پادری صاحب ہیں +

ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہی دیکھو کہ
سب سے زیادہ اللہ کی راہ میں بڑا دیکھا اور سب
سے زیادہ دیا گیا چنانچہ تاریخ اسلام میں پہلا
خلیفہ حضرت ابو بکر بھی ہوا۔

انسان کو صرف چھ گھنٹہ نماز اور روزوں وغیرہ
وغیرہ احکام کی نظر پڑی بجا آوری پر ہی توجہ نہیں
کرتا چاہئے۔ نماز پڑھنی یعنی اللہ کی۔ روزہ سے
رکھنے سے رکھ لے۔ زکوٰۃ دینی بھی دینی وغیرہ
دلیہ مگر تو اصل ہمیشہ ایک انسان کی ستم و تکمل ہوتی
ہے اور ہی ترقیات کا موجب ہوتا ہے۔ مومن کی
تعلیم یہ ہے کہ خیرات و صدقہ وغیرہ جو خدا نے
اس پر فرض کیا ہے بجا لائے اور ہر ایک کو غیر
کے کرتے میں اس کو ذاتی محبت ہو اور کسی شخص و
خائیش و ریاء کو اسمیں دخل نہ ہو یہ حالت مومن
کی اس کے ہے اخلاص اور اعلیٰ کو ظاہر کرتی ہے
اور ایک سچا اور مضبوط رشتہ اس کا اللہ تعالیٰ
کے ساتھ پیدا کر دیتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ انکی
زبان پر جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اس کی
کان پر جاتا ہے جس سے وہ سنا ہے اور اس کے ہاتھ
پر جاتا ہے جس سے وہ کام کرتا ہے اللہ عزوجل ہر ایک
فعل اس کا اور ہر ایک حرکت و سکون اس کا اللہ
کا ہے۔ اس وقت جو اس سے دشمنی کرتا
ہو وہ خدا سے دشمنی کرتا ہے اور پھر اتنا ہے کہ
کسی بات میں اس قدر تردد نہیں کرتا جیسے وہ کسی
موت میں قرآن شریف میں کہا ہے کہ مومن اور غیر
مومن میں ہمیشہ فرق رکھنا چاہتا ہے۔ غلام کو چاہئے
کہ ہر وقت رضا و اپنی کو مانے اور ہر ایک رشتہ کے
ساتھ سلیم کرے نہیں ورنہ نہ کرے کہ کون ہے
جو عبودیت سے ایک دیکر کے خدا کو اپنا حکوم بناتا
چاہتا ہے۔

خلقات الہی ہمیشہ ایک بندوں سے ہوا کرتے ہیں
جیسا کہ فرمایا ہے۔ ابراہیم الذی دخی لوگوں پر جو
انسان کو سب پرگزشتہ جلاوت سے جو ابراہیم کے حالات
رکھتا ہے ابراہیم بن سکتا ہے ہر ایک گناہ بچنے کے
قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو معبود کا سہارا
جائنا ایک ناقابل عقہ گناہ ہے ان اللہ شرک فظلم
عظیم لا یغفران اشرک بہ یہاں شرک سے ہی
مذہب نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جائے بلکہ
ہے ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جائے اور
معبودات نہ بنائے نہ دیا جائے اسی کا نام ہی شرک
ہے اور معاصی کی مثال نہ صرف کی سی ہے کہ اس کے
چھوڑ دینے سے کوئی وقت و مشکل کی بات نظر نہیں
آتی مگر شرک کی مثال ایسی ہے کہ وہ عادت ہو جاتی
ہے جسے چھوڑنا محال ہے۔ بعض کو یہ خیال بھی ہوگا
کہ القطار الہی اس کے تباہ ہو جاویں مگر یہ سراسر
خیال فانی و سوسہ ہے۔ اس کی راہ میں بڑا دیکھا
آباد ہوتا ہے۔ اسکی راہ میں مارا جاتا نہ ہوتا ہے
کیا دنیا میں ایسی کوششیں اور نظریں ہیں کہ جو
لوگ اس کی راہ میں قتل کئے گئے ہاک کئے گئے ہاک
نندہ جاویں ہو یا ثبوت و ذرہ زمین میں تھا

انجام مقدمات کی نسبت مشکوئی

رات کے وقت جو ۲۸۔ جون سنہ
کے دن کے بعد رات تھی۔ یعنی وہ رات
جس کے بعد پیر کا دن تھا اور ۲۹۔ جون
سنہ میرے خیال پر یکشش غالب
ہوئی کہ یہ مقدمات جو کہ دین کی طرف
میسرے پر ہیں انکا انجام کیا ہوگا سو اس غلبہ
کشش کے وقت میری حالت وہی الہی کی
طقت مستقل کی گئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر
نازل ہوا۔

ان الذین اتقوا الذین ہم محسنون
فیہ آیات للساثلین اس کے سننے سے مجھے سمجھا
گیا کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس فریق
کیساتھ ہوگا جو سکون اور قدرت نصیب کریگا
جو پیر کا ہے جو وہ نہیں بولتا ظلم نہیں
کرتا تہمت نہیں لگاتا اور وفا و نسیب اور
خیانت سے ناحق خدا کی بندوں کو نہیں مٹاتا
اور ہر ایک ہی کو چاہتا اور راستہ بازی اور انصاف
کو اختیار کرتا ہو اور خدا سے ڈر کر اسکی بندگی
ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کیساتھ ہمیشہ آم
ہو اور نبی کو کا وہ چاہے خواہ ہے اس میں ہر ایک ظلم
اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک سادہ کی
کر کے لئے لیا ہے انجام یہ ہے کہ انکے حق میں فیصلہ
ہوگا کہ لوگ جو چاہا کرتے ہیں جو ان دو گروہوں میں
سے حق پر کون ہوا ان کے لئے یہ ایک شان بگڑی نشان
ظاہر ہوگے والسلام علی من اتبع الهدی
الرحم خاکسار منہ فقام احمد انفا وایان ۲۹ جون سنہ

ایک زبان لاہوری پادری

لاہور شہر لاہور ہندوستانی ٹیکس و ہندوستان
کی بدولت ہندوستان میں تمام سے بڑھے ہوئے
ہندوستانی بھائیوں کی روحانی تہذیب میں معروف
ہیں۔ انھیں کا رنگ کھاتے ہیں اور انھیں کو بدعنوان
کہتے ہیں۔ آپ کو مال نہیں ہے۔ آپ کی نظر میں
تمام ہندوستان بھائیوں سے بھرا ہوا ہے اور اگر
آپ کو اختیار ہو تو اچھے ملک میں رہنا چاہتے ہیں
جس میں چاروں طرف بھوت و فانی اور بھوت
کا اندر گرم ہے اور ایک شخص دوسرے شخص کا اعتبار
نہیں کرتا اور اخوت کی یکجہت ہے کہ ہندوستان
بھائیوں کی تہذیبی ہوتی ہے۔ پادری صاحب شہر
میں چند حکم کی نظر میں پیش کرتے ہیں جنہوں نے
آپ سے بیان کیا کہ بدولت میں ایک نامی شخص نے چھوڑ
بولنے میں مال نہیں کیا اور اپنی حرکت ناشتہ پر
انھوں نے ملک ظاہر نہیں کیا۔ مگر پادری صاحب کو تو
یہ خیال کرنا چاہئے کہ تمام ہندوستان کے بھائی
مدانوں میں نہیں آتے ہیں پس مدانوں کی بکلی
جہت اور فریب کی کارروائیوں سے تمام ہندوستان
ملک کے اطلاق کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہے
چہرے بھی تو سمجھا چاہئے کہ پادری صاحب کو چند
نہیں بلکہ کھوکھا بھائیوں کو گویا کی موجودگی سے
بہت شہرہ خدا کر کے لکھ رہا ہے کہ تمام ہندوستان
بھائیوں ہیں۔ آج بچھے تمام دنیا کی آنکھیں کھلتی
ہیں ان کی طرف مٹی ہوئی ہیں۔ خود پادری صاحب
اپنی الوداع کہہ رہے ہیں کہ ایک طاقتور میری
وقت کہہ رہا ہے کہ دینے کی فکر میں ہے جہاں وہ لیا
دوس اور آسٹریا سے عمل میں آ رہی ہیں اس کے
دیکھتے اس کے کہنے میں شامل نہیں ہے کہ جہاں جہاں
ہو رہی ہیں جن سے جو لوگ اوہیں شریک ہیں
سخت یہ اخوت و مہاکا نظر ہوئی یہ ہے کہ کیا شہرہ
انڈیا کا سکتا ہے کہ تمام الہی اس کے پروردگار
ایک دوسرے پر بڑا اعتبار کرتے دے اور مکار
ہیں۔ یہ تہذیبی ہی خطہ بنت ہو گیا جیسا پادری
صاحب کا یہ کہنا کہ ہندوستانی جہوتے ہیں کہ
حالت میں چند لوگوں نے انکے انکے جہوتی شہادت دے
پادری صاحب ہندوستان کے ہیں تو لوگوں کو
روحانی فیض پہنچانے ہوئے اخوت و دوست کرنے
اور حرکات آپ کی ہیں کہ انہیں لوگوں سے

طبری اور عرب کے دورے

قدیم مورخین

ترجمہ از انس الیکلو پیڈیا پیرماکنا جلد ۲۲ حرف T
 طبع ۱۱ صفحہ ۱۱۱ مصرعہ حاشی مترجم
 منہ جہ سید علی محمد صاحب کتبندی
 ملازم کتب خانہ آصفیہ

سنہ گوی پروفسر علوم مشرقیہ نے ان
 سائیکلو پیڈیا پیرماکنا میں ایک نہایت اعلیٰ درجہ
 کا مضمون شہری کے عنوان سے عرب مورخوں
 پر لکھا ہے۔ جو ہم ذیل میں ناظرین انکم کی دلچسپی
 کے لئے اخبار چودہویں صدی سے نقل کر کے
 درج کر رہے ہیں۔ مضمون واقعی قابل توجہ ہے۔
 خصوصاً تاریخ کے شائقین بہت کچھ تاریخی
 معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسے مضامین
 جو اسلامی تاریخ پر مشتمل ہوں ہندوستانی
 اور انہماکات میں بہت کم نظر آتے ہیں اور
 مشہور نویس پر ایسے واقعات کا پوشیدہ ہونا ہماری بہت
 سی غیبی معلومات کا خاص درد خیز دوسرے
 مورخوں سے بالکل علیحدہ ہے۔

ہر واقعہ کی جزئی تحقیق کے الفاظ میں جس نے
 اس واقعہ کا مشاہدہ کیا ہو۔ یا ایسے شخص کا ہم عصر
 کے الفاظ میں اسناد اور سلسلہ سلسلہ اخیر آدمی
 تک پہنچتی ہے۔ بسا اوقات ایسی ہی واقعہ جزی
 اختلافات کے سبب سے دور طریقوں سے بیان کیا جاتا
 ہے جو اخیر آدمی کو مختلف سلسلہ روایت سے
 اسناد ایچو پچھا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے۔
 کہ ایک ہی واقعہ کا بیان یا غرضی تفصیل مختلف
 طریق سے متعدد ہم عصر روایت کے اقوال کی بنا پر
 اسناد کی جاتی ہے جو مختلف وسائل اخبار سے
 اخیر آدمی کو پہنچتا ہے۔ ان وجوہ سے مورخ
 مطلق تنقید نہیں کر سکتا۔ البتہ ماخذ کے انتخاب
 میں اسے حق حاصل ہے کہ ایک قول کو دوسرے
 پر ترجیح دے، چرکہ وہ ان اقوال کی اپنی کر سکتا
 جس کا بیان اور بیان کا کوئی راوی غیر معتبر معلوم
 ہو بعض اوقات سو فیصد ان اقوال کی مراعیت
 کرتے ہیں جو اون کے نزدیک صحیح ہوتے ہیں جیسے
 عہد کی۔ اس لیے انتخاب کو ہمیشہ قبول نہیں
 کرتے بعض اقوال کو جہتیں تسلیم ان بہت ہی
 عزیز رکھتے ہیں۔ پور وین علیہ السلام کے قابل
 نہیں سمجھتے۔ اور اس لئے برعکس سہمی بھی
 دیا ہی سکتے ہیں۔ خوش قسمتی سے مورخین
 اوقات کا بیان ہمیشہ یکساں نہیں لکھتے۔

ست ایک کی دوسرے سے پوری ہوجاتی ہے۔
 عربوں میں دوسرا طریقہ تاریخ نویسی
 کا یہ ہے کہ ایک واقعہ کے متعلق کل اقوال کو
 ایک مسلسل عبارت میں بیان کیا جاتا ہے لیکن
 شروع شروع میں اپنے نام کو بتا دیتا ہے اور
 یہ کہہ دیتا ہے کہ وہ زیادہ تر کس کا قریبی کرنا ہے
 اس صورت میں پچھلے طریقہ کا استعمال میں آتا ہے
 اور آج کل کے وقت اور نہیں مقام پر کیا جاتا ہے
 جنہاں واقعات ایک دوسرے کے بیان سے ملنے
 پاتے جاتے ہیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ہمیں قدیم طرز سے
 بالکل کام نہیں لیا جاتا۔ اور صرف مسلسل عبارت
 میں واقعات لکھ جاتے ہیں اور کسی خاص موقع
 پر اسناد کا حوالہ دیا جاتا ہے جیسے کہ جو
 واقعہ ایک دفعہ اپنی طے بیان کیا جا چکا ہو پھر
 اس واقعہ کو دوسرے الفاظ میں نہ بیان کرنا
 چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو نام ہے۔ شروع اپنے
 اخذ سے ایک بار وہ اختیار نہیں کرتا۔ اور پچھلے
 وہی الفاظ نقل کر دیتا ہے۔ اس طرح سے گویا
 جدید سے جدید مورخ کثیر طبقہ مورخ کے افکاروں
 کو دوبارہ تکرار کرتا ہے۔ عربوں کو بہت قدیم
 زمانہ سے شعر و سخن و محاورات کا ذوق تھا عربی
 زبان کی تنسیق پر بلاشبہ اس سے بہت بڑا اثر
 قبائل و قب کی زبانوں کے لڑائے ہوئے
 انشوں کے تقریبی قصائد۔ شکار نامے اور
 عشقہ مضامین اور بعض اوقات فردول کے
 مقابلہ میں شجاعت آزمائی اور بعض اوقات
 شان مجرم و فخری کے مال دولت کے تذکرے قدیم
 زمانہ کے قصے گو اور مضمینوں کا موضوع تھا حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کا شہ پارے
 تعلیمات کے ساتھ قلم پر ہوتا اور عربوں کے فطرت
 جن کے باعث وہ نصف ہند دنیا کے حاکم ہو گئے
 تھے جو اس کے قبل حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے
 تھے۔ ایک نیا عربی مواد تھا جس کے سماعت اور
 تذکرہ سے لوگ بھی عاجز نہیں ہوتے تھے۔

لوگوں کی خواہش رسول اللہ کے بارے میں
 ہر طرح کی واقفیت حاصل کرنے کی تھی۔ رسول اللہ
 اشران کے عہد میں اس قدر بڑا ہوا تھا کہ انہوں
 نے نامکین باخون کو ممکن کر دیا اور قوم عرب میں
 دلیری اور اعتماد کی روح پھونک دی۔ جن کے
 سبب سے وہ بڑے قہر اور پیشانیہ فرعون سے
 بھی زیادہ قوی ہو گئے۔

ہر شخص سے جس نے آنحضرت کی زیارت کی تھی
 یا آپ سے واقعہ تھا آنحضرت کے حالات دریافت
 کئے جاتے تھے۔ اور وہ حقوق سے بیان کرنا تھا۔
 اس سے بڑے کر ایک یہ بات تھی کہ قرآن میں

کلام خدا کے بہت سے ممکن مسائل تصدیق طلب رہ
 گئے تھے۔ اور ایسے ہی سے یہ معلوم کرنے کی سخت
 ضرورت تھی۔ کہ آنحضرت نے مختلف صورتوں
 میں کس طرح عمل کیا تھا اور ان کے بارے میں کیا
 ارشاد فرمایا تھا۔ مدینہ سے بڑے کر اوسکھاں اس
 بارے میں واقفیت ہو سکتی تھی جہاں آنحضرت
 نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ گزارا اور جہاں
 آنحضرت کے اکثر اصحاب نے اپنی بقیہ عمریں گزاری
 کیں لہذا مدینہ میں رفتہ رفتہ ایک مدرسہ قائم ہو گیا
 جس میں زیادہ تر محدث نبوی کے درس ہوا۔ اس کے
 پہلے تلمیذوں کے اخذ کی تعلیم نے کم و بیش ایک
 مستقل صورت اختیار کی۔

تھوڑے ہی عرصہ میں تلمیذ کریم الہ اسلام
 کے بزرگ اپنی یادداشت نویسی سے حافظہ کو
 مدد پہنچاتے گئے۔ ان کے شاگردوں نے یہ طریقہ
 اختیار کیا کہ جو کچھ اپنے استادوں سے سماعت
 کرتے تھے لکھ لیتے تھے اور گہرے وقت ان نوٹس
 کو اپنے ہر لے آتے تھے۔ اس ذریعہ سے پہلے ہی
 کے اور آخر میں بہت سے اقوال شائع ہو گئے تھے
 مثلاً حسن بصری را نقول فی سلسلہ سلسلہ ابن شہیرہ
 پاس ایسی یادداشتوں کی تعداد کثیر تھی اور بعض
 اوقات اوسپر ان نام لگایا گیا کہ اس نے ان
 اقوال کو جو دراصل مستند اخذ کئے گئے تھے سنا اپنے
 بیان کیا کہ وہ اسے اسناد پر پونے ہیں کہ اس
 زمانہ تک صرف زبانی روایتیں معتبر سمجھی جاتی
 تھیں۔ اور بعض متقدمین کی نسبت اور خود
 جس بصری کی نسبت یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے
 اپنے ہرے کی وقت یہ حکم دیا کہ اس کی تمام کتابیں
 جود ہی جائیں ان کتب سے ایک قسم کی مدد ملتی
 تھی اور ان علماء سے جو کچھ معلوم کیا تھا دوسرے
 سے زبانی بیان کیا۔ اس زمانہ کے بعد ایک مدت
 تک جبکہ لوگ کتابوں سے اخذ کرتے تھے۔ پھر ناظرین
 راجح را مشا طبری دوسروں کی کتابوں سے پڑھ
 کر اس طرح نقل کرتا ہے جیسا کہ اس نے اس
 شخص سے سنا جس کی وہ سماعت کرتا تھا یا جسکی
 کتاب سے وہ نقل کر رہا ہے۔ اور اس طریقہ کو
 اس طرح سے قائم کر دیا ہے۔ اخبرنا لکنا بعد
 بن شہیرہ فی کتابہ فی تاریخ البصر ۴۲

طبری سے قانون فطرت کے
 موافق پہلی صدی
 ہجری کی کوئی مستقل
 کتاب ہم تک نہیں
 پہنچی۔ لیکن دوسری صدی ہجری میں پہلی کتابوں
 کی تصنیف شروع ہوئی۔ اولاً زبانی روایتوں سے
 ثانیاً علماء کی نوشتوں سے۔ ثالثاً عہد ناموں سے۔

مخلوق۔ شعروں اور نثر ناموں سے مراد
ہوتا ہوا۔

نثر ناموں کی تفسیر حضرت شمس الدین کی گورنمنٹ
ہیں۔ ان کی گورنمنٹ کی تفسیر کیونکہ اس کے الفاظ سے
چند لوگوں کو انحراف کی فراست کے مرتبہ یادوں کے
عہد ناموں کی رعایت سے وضاحت مقرر کئے
جاتے تھے۔ اس شبہ کی طرف پہلی صدی ہجری میں
ابن کثیر کی گئی لیکن اولیٰ اولیٰ دوسری صدی میں
اس کے متعلق کیا گیا ہے۔ ابن کثیر کی تفسیر
سب سے زیادہ مشہور کتابیں ہیں۔ ابن کثیر کی تفسیر
مشہور ہے اور اس کے بیٹے شمس الدین کی تفسیر
ابن کثیر کی تفسیر کی تھی۔

علم النساب سے جس کی ضرورت تو نہیں رہی
کے لئے تھی۔ تاریخ کے لئے راستہ کر دیا۔
بلکہ اس کی اعلیٰ کتاب النساب اور تاریخ عرب کی
تاریخ نسبیہ ہے۔ سب سے پہلی تاریخ نسبیہ
ابن کثیر کی تھی۔ مشہور ہے کہ اس کی کتاب کی تمام
قوال اعتبار ہے۔ اس میں شک نہیں۔ اس کی تفسیر
کے حالات قبل از حدت اور آپ کے اہل بیت کی حالت
میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ شمس الدین کی تفسیر
ہیں۔ اس کے لئے بھی لکھی گئی ہیں۔ ابن کثیر کی تفسیر
یہ کتابیں مشہور ہیں۔ ان کے مالک جاتی تھیں۔ کہیں کہیں
پتلا لکھی کتابیں یا تفسیر کے مصنفین ہیں
کی ہیں۔ اور ان کی اعلیٰ کتاب النساب اور تاریخ عرب
کے اہل بیت کی طرف منسوب کرتے کہ جو خوب
انہیں سمجھا جاتا تھا۔ انہیں سب سے پہلے ۱۰۱ کے لکھنے
سے معلوم ہوا کہ ان کتابوں کے اہل بیت ہیں
چونکہ ابن کثیر نے تفسیر کی ہے۔ وہ عربیوں کے لئے
ابن کثیر کو دیکھ دیا۔ آخرت کی ساری تفسیر
مصنف ابن کثیر ہیں۔ ان کی زیادہ تر تفسیر متفقہ
عہد بن زبیر متوفی ۱۰۱ھ اور انہیں متوفی
۱۰۱ھ کے بیان پر ہے۔ ان کا معلوم ہوتا ہے کہ
اکل عامیہ و مشہور ہو گئی ہے۔ ان کا سب سے بڑا
اس کی ایک نقل حاصل کرنے کی سعی لاکھائی
کہ شمس الدین کی تفسیر تفسیر ہے۔ یہ کتاب
چودھویں صدی تک شام کے درمیان ہوں میں عام
تھی۔ پڑائی جاتی تھی۔

لیکن خوش قسمتی سے ہمارے پاس متنازعہ
لے رسول واقعہ کی متوفی ۱۰۱ھ کی تفسیر کے
شاگرد ابن سعد کی کتاب طبقات بھی ہمارے
پاس موجود ہے۔

واقعہ کی میں میر تقی میر سے زیادہ مراد
ہے۔ لیکن اس کا طرز و تحریر زیادہ تر عربیہ اور
بعض اوقات ہمیں اس سے ان احوال کو دیکھنے
میں مدد ملتی ہے۔ جن میں ابن کثیر نے کتابیات
سے تبدیلی کی تھی۔

واقعہ کی تفسیر میں اس سے زیادہ تفصیل
کے ہیں۔ اور مختلف واقعات کو اپنے گریبان
واقعہ کی تفسیر میں اس کے روایت حدیث
کے متعلق علم حاصل کرنے سے ظاہر ہیں۔ جس کا نتائج
اس کے شاگردوں نے روایت کئے ہیں۔ اس کی
خدا کی کتاب میں بھی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے
عہد ہائے پہلے کے اور تاریخ نام کے حالات
کے متعلق تفسیر کے لئے کتابوں میں عام طور
سے اشد کی ہیں۔ اس لئے یہ تفسیر لکھنا ایک دشمنی
کی تاریخ نام واقعات کے لئے ہے۔ یہ تفسیر
کے مورخوں نے اس کا قیاس نہ کر سکی۔ وہ تفسیر
کہا جاسکتا ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی
تفسیر سے جنہیں مشہور ہے۔ اس کو لکھنے والے نے شامی
خط میں لکھ دیا۔ اس کے پیش میں یہ تفسیر لکھی
ہیں۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر ہے۔ کہ
ابن کثیر نے جو تفسیر لکھی۔ واقعات کے لئے
ہیں۔ وہی واقعہ کی تفسیر بھی ہے۔ اس واقعہ کی
اس سال کی تاریخ قبل از حدت میں درست ہو گیا
ہے۔ یہ تفسیر مشہور ہے۔ تاریخ نام ہے۔ اس
سبب سے بہت سی واقعات اس سے لکھے ہیں
میں۔ یہ تفسیر مشہور ہے۔

مگر یہ تفسیر متفقہ ہے۔ اس کے لئے بہت سی تفسیر
و سبب ہیں۔ لیکن یہ تفسیر لکھی۔ تاریخ نام
کے لئے ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس جو تفسیر
کی ہیں تفسیر۔ ہمیں ان تفسیر کے لئے ایک تفسیر
یا تفسیر لکھی۔ تفسیر میں ایک تفسیر
تفسیر مشہور ہے۔ اور ابن کثیر کی تفسیر
لکھی ہے۔ لیکن نام نہیں بتایا۔ اور حوالہ متوفی
۱۰۱ھ اور دیگر متفقہ تفسیر کی اصل کتابوں کا حوالہ
اور مختلف تفسیر کی تفسیر کی روایت سے تفسیر
واقعہ کی تفسیر کے حالات میں متعدد طور و مذا
کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے مورخوں نے
ان مسائل سے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان مسائل
کے منتقبات تو ہمارے پاس بہت سے موجود
ہیں۔ لیکن کوئی اس میں سال نہیں ہے۔ اس کے
ایک امتداد شہادہ انحراف نام حسین کے جسکی
بنیاد اس کے اولیٰ اولیٰ اس کے بچہ محمد کا
ترجمہ دسویں قیام کے لئے لکھی زبان میں لکھی گیا
عام کر کے تاریخ و احوال اس کا حقیقہ لکھی
ہے۔ عراق کی تاریخ اس کے سب سے بہتر تفسیر
ہے اس میں خصوصاً اس کی تاریخ طبری کا بڑا
اخذ ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
پر ترجیح دیکھائی ہے۔ جبکہ اس کے چھ تفسیر
کو جو میں ہیں۔ یہ چھ تفسیر اس کے مورخوں
میں ترجیح دی جاتی ہے۔

مگر یہ تفسیر متفقہ ہے۔ اس کے لئے بہت سی تفسیر
و سبب ہیں۔ لیکن یہ تفسیر لکھی۔ تاریخ نام
کے لئے ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس جو تفسیر

واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس جو تفسیر
کی ہیں تفسیر۔ ہمیں ان تفسیر کے لئے ایک تفسیر
یا تفسیر لکھی۔ تفسیر میں ایک تفسیر
تفسیر مشہور ہے۔ اور ابن کثیر کی تفسیر
لکھی ہے۔ لیکن نام نہیں بتایا۔ اور حوالہ متوفی
۱۰۱ھ اور دیگر متفقہ تفسیر کی اصل کتابوں کا حوالہ
اور مختلف تفسیر کی تفسیر کی روایت سے تفسیر
واقعہ کی تفسیر کے حالات میں متعدد طور و مذا
کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے مورخوں نے
ان مسائل سے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان مسائل
کے منتقبات تو ہمارے پاس بہت سے موجود
ہیں۔ لیکن کوئی اس میں سال نہیں ہے۔ اس کے
ایک امتداد شہادہ انحراف نام حسین کے جسکی
بنیاد اس کے اولیٰ اولیٰ اس کے بچہ محمد کا
ترجمہ دسویں قیام کے لئے لکھی زبان میں لکھی گیا
عام کر کے تاریخ و احوال اس کا حقیقہ لکھی
ہے۔ عراق کی تاریخ اس کے سب سے بہتر تفسیر
ہے اس میں خصوصاً اس کی تاریخ طبری کا بڑا
اخذ ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
پر ترجیح دیکھائی ہے۔ جبکہ اس کے چھ تفسیر
کو جو میں ہیں۔ یہ چھ تفسیر اس کے مورخوں
میں ترجیح دی جاتی ہے۔

واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس جو تفسیر
کی ہیں تفسیر۔ ہمیں ان تفسیر کے لئے ایک تفسیر
یا تفسیر لکھی۔ تفسیر میں ایک تفسیر
تفسیر مشہور ہے۔ اور ابن کثیر کی تفسیر
لکھی ہے۔ لیکن نام نہیں بتایا۔ اور حوالہ متوفی
۱۰۱ھ اور دیگر متفقہ تفسیر کی اصل کتابوں کا حوالہ
اور مختلف تفسیر کی تفسیر کی روایت سے تفسیر
واقعہ کی تفسیر کے حالات میں متعدد طور و مذا
کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے مورخوں نے
ان مسائل سے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان مسائل
کے منتقبات تو ہمارے پاس بہت سے موجود
ہیں۔ لیکن کوئی اس میں سال نہیں ہے۔ اس کے
ایک امتداد شہادہ انحراف نام حسین کے جسکی
بنیاد اس کے اولیٰ اولیٰ اس کے بچہ محمد کا
ترجمہ دسویں قیام کے لئے لکھی زبان میں لکھی گیا
عام کر کے تاریخ و احوال اس کا حقیقہ لکھی
ہے۔ عراق کی تاریخ اس کے سب سے بہتر تفسیر
ہے اس میں خصوصاً اس کی تاریخ طبری کا بڑا
اخذ ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
پر ترجیح دیکھائی ہے۔ جبکہ اس کے چھ تفسیر
کو جو میں ہیں۔ یہ چھ تفسیر اس کے مورخوں
میں ترجیح دی جاتی ہے۔

واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس جو تفسیر
کی ہیں تفسیر۔ ہمیں ان تفسیر کے لئے ایک تفسیر
یا تفسیر لکھی۔ تفسیر میں ایک تفسیر
تفسیر مشہور ہے۔ اور ابن کثیر کی تفسیر
لکھی ہے۔ لیکن نام نہیں بتایا۔ اور حوالہ متوفی
۱۰۱ھ اور دیگر متفقہ تفسیر کی اصل کتابوں کا حوالہ
اور مختلف تفسیر کی تفسیر کی روایت سے تفسیر
واقعہ کی تفسیر کے حالات میں متعدد طور و مذا
کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے مورخوں نے
ان مسائل سے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان مسائل
کے منتقبات تو ہمارے پاس بہت سے موجود
ہیں۔ لیکن کوئی اس میں سال نہیں ہے۔ اس کے
ایک امتداد شہادہ انحراف نام حسین کے جسکی
بنیاد اس کے اولیٰ اولیٰ اس کے بچہ محمد کا
ترجمہ دسویں قیام کے لئے لکھی زبان میں لکھی گیا
عام کر کے تاریخ و احوال اس کا حقیقہ لکھی
ہے۔ عراق کی تاریخ اس کے سب سے بہتر تفسیر
ہے اس میں خصوصاً اس کی تاریخ طبری کا بڑا
اخذ ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
پر ترجیح دیکھائی ہے۔ جبکہ اس کے چھ تفسیر
کو جو میں ہیں۔ یہ چھ تفسیر اس کے مورخوں
میں ترجیح دی جاتی ہے۔

واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس جو تفسیر
کی ہیں تفسیر۔ ہمیں ان تفسیر کے لئے ایک تفسیر
یا تفسیر لکھی۔ تفسیر میں ایک تفسیر
تفسیر مشہور ہے۔ اور ابن کثیر کی تفسیر
لکھی ہے۔ لیکن نام نہیں بتایا۔ اور حوالہ متوفی
۱۰۱ھ اور دیگر متفقہ تفسیر کی اصل کتابوں کا حوالہ
اور مختلف تفسیر کی تفسیر کی روایت سے تفسیر
واقعہ کی تفسیر کے حالات میں متعدد طور و مذا
کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے مورخوں نے
ان مسائل سے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان مسائل
کے منتقبات تو ہمارے پاس بہت سے موجود
ہیں۔ لیکن کوئی اس میں سال نہیں ہے۔ اس کے
ایک امتداد شہادہ انحراف نام حسین کے جسکی
بنیاد اس کے اولیٰ اولیٰ اس کے بچہ محمد کا
ترجمہ دسویں قیام کے لئے لکھی زبان میں لکھی گیا
عام کر کے تاریخ و احوال اس کا حقیقہ لکھی
ہے۔ عراق کی تاریخ اس کے سب سے بہتر تفسیر
ہے اس میں خصوصاً اس کی تاریخ طبری کا بڑا
اخذ ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
پر ترجیح دیکھائی ہے۔ جبکہ اس کے چھ تفسیر
کو جو میں ہیں۔ یہ چھ تفسیر اس کے مورخوں
میں ترجیح دی جاتی ہے۔

واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس جو تفسیر
کی ہیں تفسیر۔ ہمیں ان تفسیر کے لئے ایک تفسیر
یا تفسیر لکھی۔ تفسیر میں ایک تفسیر
تفسیر مشہور ہے۔ اور ابن کثیر کی تفسیر
لکھی ہے۔ لیکن نام نہیں بتایا۔ اور حوالہ متوفی
۱۰۱ھ اور دیگر متفقہ تفسیر کی اصل کتابوں کا حوالہ
اور مختلف تفسیر کی تفسیر کی روایت سے تفسیر
واقعہ کی تفسیر کے حالات میں متعدد طور و مذا
کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے مورخوں نے
ان مسائل سے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان مسائل
کے منتقبات تو ہمارے پاس بہت سے موجود
ہیں۔ لیکن کوئی اس میں سال نہیں ہے۔ اس کے
ایک امتداد شہادہ انحراف نام حسین کے جسکی
بنیاد اس کے اولیٰ اولیٰ اس کے بچہ محمد کا
ترجمہ دسویں قیام کے لئے لکھی زبان میں لکھی گیا
عام کر کے تاریخ و احوال اس کا حقیقہ لکھی
ہے۔ عراق کی تاریخ اس کے سب سے بہتر تفسیر
ہے اس میں خصوصاً اس کی تاریخ طبری کا بڑا
اخذ ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
پر ترجیح دیکھائی ہے۔ جبکہ اس کے چھ تفسیر
کو جو میں ہیں۔ یہ چھ تفسیر اس کے مورخوں
میں ترجیح دی جاتی ہے۔

واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس جو تفسیر
کی ہیں تفسیر۔ ہمیں ان تفسیر کے لئے ایک تفسیر
یا تفسیر لکھی۔ تفسیر میں ایک تفسیر
تفسیر مشہور ہے۔ اور ابن کثیر کی تفسیر
لکھی ہے۔ لیکن نام نہیں بتایا۔ اور حوالہ متوفی
۱۰۱ھ اور دیگر متفقہ تفسیر کی اصل کتابوں کا حوالہ
اور مختلف تفسیر کی تفسیر کی روایت سے تفسیر
واقعہ کی تفسیر کے حالات میں متعدد طور و مذا
کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے مورخوں نے
ان مسائل سے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان مسائل
کے منتقبات تو ہمارے پاس بہت سے موجود
ہیں۔ لیکن کوئی اس میں سال نہیں ہے۔ اس کے
ایک امتداد شہادہ انحراف نام حسین کے جسکی
بنیاد اس کے اولیٰ اولیٰ اس کے بچہ محمد کا
ترجمہ دسویں قیام کے لئے لکھی زبان میں لکھی گیا
عام کر کے تاریخ و احوال اس کا حقیقہ لکھی
ہے۔ عراق کی تاریخ اس کے سب سے بہتر تفسیر
ہے اس میں خصوصاً اس کی تاریخ طبری کا بڑا
اخذ ہے۔ واقعہ کی تفسیر میں ابن کثیر کی تفسیر
پر ترجیح دیکھائی ہے۔ جبکہ اس کے چھ تفسیر
کو جو میں ہیں۔ یہ چھ تفسیر اس کے مورخوں
میں ترجیح دی جاتی ہے۔

مستوفی شمس کا بھی نام لینا ضروری ہے۔ ابو عبیدہ
 نے بہت سے تاریخی رسائل جدا جدا مکتوب پر
 تصنیف کئے۔ ان رسالوں سے اکثر اقتباس کی گئی
 ہے۔ اس کے ساتھ تاریخی کام لینا بھی ضروری ہے
 جس کی اصل کتاب تاریخ مکہ اس کی وفات واقع
 شدہ کے بعد اس کے پوتے نے شائع کی۔

ذکورہ بالا مورخوں کا زمانہ تیسری صدی ہجری
 میں داخل ہے۔ لیکن ہمیں دوسری صدی ہجری کا
 ایک ضروری ہائٹ بتانا باقی ہے۔ یہ ہے کہ طیار
 فارس نے عرب کی تاریخ نویسی میں حصہ لینا شروع
 کیا۔ ابن مقفع نے عظیم الشان کتاب لوگ ہم
 ترجمہ کیا اور دیگر اشخاص نے اس کا نسخہ کیا۔ طبری
 بعد ازاں کے بعد مصریوں نے بڑے بڑے نسخے بنائے۔
 یعقوبی وہ بزرگی ہیں۔ تاریخ ایران سے بہت
 کچھ آشکار کرتے ہیں۔ یہاں کی تاریخ کا مورخان
 لوگوں نے ترجمہ کئے۔ یوں سے حاصل کی چیز زیادہ
 قابل لحاظ اثر مرتب ہوا۔ یہ تھا کہ عربی زبان کو
 علم ادب اور سیاق انشا پر بہت بڑا اثر تھا۔ اس
 زمانہ سے پہلے اس برس بعد عربی میں بڑا سلسلہ زبان
 مرکب یا جادو اسلہ یونانی زبان سے ترجمہ ہونے لگے
 یہ ترجمہ زیادہ تر علم فلسفہ کے تھے۔

لیکن عربوں نے خود کی بہت تعلیم تاریخ کی اعلیٰ
 تعلیم حاصل کی۔ تیسری صدی ہجری میں وہ سری
 صدی سے بہت زیادہ کتابیں تصنیف و تالیف
 ہوئیں۔ ابو عبیدہ کی جگہ اس کے بعد ابن ابی
 شیبہ شمس نے ۱۰۰ سے بھی بھی شمس ابو عبیدہ کے
 فن لغت میں شہرت حاصل کی۔ اس نے اہم حالات
 کے تصاویر اور تراویح پر لکھا۔ اس کی تصنیف کے
 بڑے حصہ کا اقتباس نیری کی شرح حراسر میں دیا
 ہے۔ اس سے بڑے کرار الشی کے محل شعاریا
 کا حراسر (شرح) میں کیا گیا ہے۔

ابن حبیب متوفی ۱۲۵ھ کو کتابوں میں خاص
 لغت کی شہرت حاصل ہے۔ ہمارے پاس اس کی
 ایک چھوٹی سی کتاب میں زبان عرب کے ہمارے
 بکھڑے کی گئی ہے۔ موجود ہے۔ اس کتاب کو سنن
 نے ۱۲۵ھ میں طبع کر دیا ہے۔

نقیبی جس نے تاریخ کہ شمس میں بھی تصنیف
 دیا۔ زید الرازی جس نے بیسوی کی تاریخ بنائیت
 کہی ہے۔ وہ اب اقتباس پائے جاتے ہیں۔ اس کے
 قائم مقام ہونے۔ زید بن بکر متوفی ۱۲۵ھ کی
 تصنیفات سے ایک کٹر اکتب خانہ کو بروہو مقام
 قسطنطنیہ میں اور ایک کٹر ابن جن کے کتب خانہ
 میں موجود ہے۔ اس کے ایک حصہ کو سنن فیض
 نے شائع کیا ہے۔ زید بن بکر بغدادی طبری کا استاد
 کے تھا۔ یہ کتب خانہ تاریخ و علم انساب کا مکمل تھا
 اب کے مورخوں نے کثرت سے اس کی تصانیف

اقتباس یقینی ابن نعیم نے ایک عام پیش کیا
 تاریخ لکھی۔ اس کتاب کے ہاؤ شمس نے لکھ دیں
 شمس میں شاعت کر دی ہے۔ ہندوستان
 کے متعلق اس کی معلومات اپنے قبل اور بعد
 زمانہ بیرونی ملک کے مورخوں سے بہتر ہے۔

ابن خردادادہ کی تاریخ لب بالکل منقوہ و گئی
 ہے۔ ابن حکم متوفی ۲۵۵ھ نے فتح مصر و مغرب
 کے حالات لکھے ہیں اس کتاب سے ذی طین
 نے اپنی کتاب تاریخ پر بریں انتخاب کیا ہے
 اس کے علاوہ کھری اور جرنل نے بھی کیا ہے
 ان متخالفوں کے مشاہدہ سے ہم یہ قیاس کر سکتے
 ہیں کہ اس کی لکھی ہوئی مدائیں اور افاسے
 نجری حالت سے صحیح ہیں۔

ابن حکم کو ابن زبیری کے بعد میں تاریخ نویسی
 میں جس کا پایہ کس قدر اس سے بڑا ہوا تھا شمار
 کرنا چاہیے۔

ابن قتیبہ کو اعلیٰ درجہ کے مورخوں میں شمار کیا
 جائیے۔ ابن قتیبہ نے جیسا کہ وہ زمانہ بخاری
 بتایا ہے۔ بہت سے سالہ کتابوں داخل و خارج
 کے انشاء پر دلائل مشی و خلقت و سلاطین کے پر مشی
 یا را شویٹ مکرری ہوتے تھے، اکی ریاضت علی
 بڑھانے کی فرض سے تصنیف کئے۔ ان مفید خیال
 میں ۱۰۰ سالہ تاریخ اور حیوان الاخبار شامل ہے
 اگرچہ آخر الذکر بلحاظ ترتیب کے علم ادب زیادہ تر
 تعلق رکھتی ہے۔

جو ذری متوفی ۲۵۵ھ کا دور جو بہت اندر ہے
 جو ذری کی کتاب فتوحات عرب ادنیٰ گوری
 نے ۱۲۵ھ میں طبع کر دیا ہے اس خاص میں
 کی سزا مار ہے جو مسعودی نے کی ہے۔ اس کی
 بڑی کتاب انساب الاشراف کا ایک کٹر
 پیرس میں باس سکی فر کے قسقی کتب خانہ میں
 موجود ہے۔ اس کے دو نسخہ کٹر کو الورد نے
 ۱۲۵ھ میں طبع کر دیا ہے۔ اس کے ہر حصہ
 ابی طاہر بن خور نے خلافا و عباسیہ کی تاریخ لکھی
 اس سے طبری نے اقتباس کیا ہے۔ اس کی تصنیف
 لکھنا حصہ پر مشی و زیم میں موجود ہے۔

و زوری کی تیار و اعلیٰ گر اس کے اہتمام
 سے شمس جو زید بن

طبری

ذکورہ بالا مورخوں کو کم و بیش طبری کے
 عظیم الشان تصنیف نے بے لاد پایہ۔

طبری کی شہرت پر اس کے زمانہ سے پہلے
 زمانہ تک کہی زغال نہیں آیا۔ طبری بخاری کے
 رفیق تھا کہ طبری کے عنوان سے عرب کے خیم

مورخوں پر مفسوں لکھا جائے۔
 ابو جعفر محمد بن جبر بن الطبری البتقا
 اور خیف البکم تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی
 تھیں اس کا رنگ گندمی تھا اس کے بال مرے
 نم رنگ کا لے رہے۔ یہ بلا کا علم لکھا تھا۔ ایسے
 بہت ہی کم لوگ تھے جو اس کے سلسلے زبان کہول
 سکتے ہوں۔

طبری بہت کم آمل طبرستان میں پیدا ہوا
 جو ان کے وقت بعد از میں آیا۔ یہاں مشاہیر
 سے سماعت کی طبری نے مسعودی شام کا سفر کیا جہاں
 وہ شمس میں تھا۔ اور آخر عمر میں بغداد کی
 سکونت پر قناعت کی اور تا حیات شمس جو ملک
 بغداد میں رہا۔

طبری ہمیشہ اپنے کام میں مشغول رہتا تھا۔ اور ہم
 وقت اس کو شاگرد گھیرے رہتے تھے۔ بیان کیا
 جاتا ہے کہ طبری چالیس کے روزانہ چالیس
 تک کتاب یا بلاشبہ یہ قول مبالغہ سے خالی نہیں
 لیکن یہ بات یقینی ہے کہ وہ ہمیشہ مشغول رہتا
 تھا اس کی ذی تصنیف تفسیر القرآن اور تاریخ
 المرسل و الملوک و غیرہ۔ حکایت یہاں ہے کہ اس کی مدد
 کتاب میں نہیں تیس ہزار صفحات کی تھیں۔ اس مقدار
 کو طبری کے فائدہ نے کتابت کیلئے دے دیا وہ
 پایا تاہم اس نے شان کی کہ ان کا خلاصہ اصل
 مقدار کے دسویں حصہ میں کر دے۔ خدا سے دعا
 کی اور کہا انا لله ما قت العجم

نقل

عن الحسن بن ابی بکر عن احمد بن کان
 ان توفی ابو جعفر بن جبر بن الطبری فی
 وقت المغرب عن عقیقہ الاحد لیس بن
 بقیا من سوال مسئلہ و دفن (فی بیتہ)
 وقد اُخبرنا عن احمد بن محمد الاثنین عن
 الیوم فی دارہ برحبہ یعقوب و لم یغیر
 شیبہ زکان السواد فی مشعر راسہ و حید
 کثیرا و یخبر ان مولدہ فی اول سنہ
 او اخر مسئلہ کان اسمہ ریدہ عن
 تخیف الجسم بزمید القامت فیدع النسا
 ولم یؤذن بہ احد و اجتمع علیہ من لا
 یحبہم حد و الا الله قال یفہم ان
 مولدہ بالمل

و تاریخ دمشق ابن عساکر

ذکر ابو محمد الف خالی فی حلیۃ التالیخ ان
 قریا من تلامذہ محمد بن جبر بن جبر کا لیس
 مند بلغ الخلم الی ان مات فی قسمر اعلیٰ
 ذلک المدۃ و اساقی مصنفہ فاصغر بالیوم

اربع عشر و س قدر قلت هذا لا ينال
 حتى كذا الامام الثاني كذا منته بلع الابدان
 يكون له ستمين منته لا ينال هذا خبرنا
 القاضي عمر بن عبد الله بن احمد السمر
 واليها بن علي الوراق ان ابا جعفر النعمان
 قالوا انهم انشطون في الفضا ان
 قالوا انهم يكون ندره فقال ثلثون
 القوم قد فقالوا هذا مما يفتي الامام
 قبل تمام مختصر في نحو ثلاثين الف
 و قد تم قال حل تدرج تاريخ العالم
 من آدم الى فتننا وهذا قالوا انهم قد
 فذكرنا انهم ما ذكر في التفسير فاجابوا
 بمثل ذلك فقال اما الله ماتت المعية

یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ روایت کہاں تک
 صحیح ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ اس میں تاریخ
 موجود ہو مقدار سے کی گئی تھی جہاں کہیں تفسیر
 اور تاریخ میں ایک ہی مضمون پر بحث کی گئی
 ہے تو ایسے موقع پر مختلف اسناد وسیع کئے
 گئے ہیں۔ تفسیر طبری بھی اسی طرح کی تفسیر
 منورہ ہے جس طرح سے فن تاریخ میں
 طبری منورہ طبری ہے۔

تفسیر طبری کا استعمال ملی العموم لغوی
 کے خلاف کیا گیا ہے ہوا لغوی کے ایک
 غلام جیسی صدی ہجری کی ابتدا میں کیا اس کو
 پہلے اصل کتاب کثرت سے پڑھائے جائیگے

یہ عقیدہ الشان تفسیر طبری کتب خانہ مصر
 میں تمام و کمال موجود ہے۔ اس کو تو شائع
 کر دینا چاہیے۔ تاریخ طبری عالم کی تاریخ
 ہے۔ خلق دنیا سے لے کر تک کے واقعات
 ہیں۔ لہذا میں یہ کتاب زیر طبع ہے غرض
 سات ہزار یا سات سو سات ہزار صفحہ میں آدھی
 مطبوعہ ہو کر مسودہ ایک سو قلمی کے برابر ہوگا
 طبری نے اپنے ہاتھ کو نقل کیا ہے۔ پہل
 مطبوعہ تاریخ طبری میں چھاپ دیا جائے گا
 اس ذیل میں شائع کے تراجم آنحضرت کے احادیث
 اور تابعین کے تراجم و سرمدی جبرئیل
 کے شامل ہیں۔ طبری کی دیگر تصانیف کا تفصیل
 ذکر مقدمہ تاریخ طبری مقبولہ لفظ میں کیا
 جاوے گا۔

تفسیر اور تاریخ میں کامیابی بہت سبب
 باتوں سے ہے کہ مختلف کاذب اثر تھا طبری
 کے ہمعصر جیسا کہ اس کا ادب آداب کرتے
 تھے۔ ان حکایتوں سے ظاہر ہے جو اس کے
 ترجمہ میں ملتے جلتے ہیں طبری کے کاغذ

مصر سے زیادہ اس کے علم کے معرفت تھے جیسا کہ
 طبری ان سے کہتا تھا۔ اولی کے نزدیک اس
 سے بہتر اور نہیں کہا جاسکتا۔
 صحیح تو یہ ہے کہ اس کی دونوں بڑی تصانیف
 خاصہ تفسیر میں کمال حاصل ہوئے ہیں اور
 ازراہ شایستگی و بے لوثی و انصاف کے غیر متعصب
 آقائے ماقدمین کی رائے میں نہ قبل ہوا تھا۔
 نہ بعد ہوا ہے۔

ایک ہمعصر کہتا ہے کہ اس کتاب کے
 حاصل کرنے کے لیے چین کا سفر جائز ہے۔
 یہ خیال ایسا عام تھا کہ طبری کی رائے
 نقی شرح ملی جاتی تھی۔

تاریخ طبری بطور ادب و الشارح فارسی کے
 کسی قدر رشتہ رکھتی ہے۔ اور اس کی وجہ
 یہ ہیں۔ اول۔ کہ سبب مصنف کی عمر کی وجہ
 سے۔ دوم۔ کہ اس کے کاغذ اور سیاہی
 کے غیر متبادل ہونے کی وجہ سے اس طور سے کہ
 کسی مقام پر کثرت سے زیادہ اور کہیں یا جگہ
 ہیں۔ سوم۔ کہ کسی قدر اصل کتاب کے
 خلاصہ کرنے میں تعجل کے سبب سے تاہم
 اس کتاب کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی ہے
 مصنف کا انتخاب راہرواں اور زیادہ ترجیحا
 ہے۔ وہ اس بڑے امتیاز کا مستحق ہے
 جو اسے ابتدا سے حاصل ہے۔ چرکہ وہ اہم تھا
 بہت تفصیل کے ساتھ کہتا ہے۔ اس کی شہرت
 پیدا چاہیے تھا ویسی ہی رہتی گئی۔ عزیز جو
 اور فرج علی مدی جبرئیل میں تھا جلیل القلم
 کے کتب خانہ مصر میں اس کے ہیں اس لئے موجود
 تھے رخصتیں ایک خود طبری کے ہاتھ کا لکھا
 ہوا تھا، جب صلاح الدین عزیز مصر ہوا
 تو اس وقت شاہی کتب خانہ میں طبری
 کے بارہ سو نسخے موجود تھے۔ صرف
 شہزادہ اور امراء اس کتاب کو رکھ سکتے تھے
 ہیں معلوم ہے کہ یہ کتاب اکثر دربار ملک کے
 کتب خانوں میں موجود ہے۔ چرکہ اکثر ملکوں
 میں یہ متداول تھی یہ بات کہ اب اس کا
 پورا نسخہ کہیں سے نہیں مل سکتا۔ اور یہ کہ
 بیڈن نوٹسین کا وادہ دار صرف ان شاذ افراد
 پر ہے جو مختلف ملکوں میں پھیلے ہیں ہمارے
 سامنے اس عیانہ و شہرہ کی تصویر کھینچ دی ہے جو
 دل مشتق نے جہالت کی باعث اودھائی ہے
 تھوڑے ہی عرصہ کے بعد تاریخ طبری مختلف
 ملکوں میں ظاہر ہوتے گئے اس کی اشاعت
 اسماء دولت و الشارح مندرجہ کو خراب کر کے
 اختصار کی صورت میں ہوئی۔ بہت ہی غیب
 عبارتیں جنہیں مومنین نے اپنی کتابوں میں صریح

یہ عقیدہ الشان تفسیر طبری کتب خانہ مصر
 میں تمام و کمال موجود ہے۔ اس کو تو شائع
 کر دینا چاہیے۔ تاریخ طبری عالم کی تاریخ
 ہے۔ خلق دنیا سے لے کر تک کے واقعات
 ہیں۔ لہذا میں یہ کتاب زیر طبع ہے غرض
 سات ہزار یا سات سو سات ہزار صفحہ میں آدھی
 مطبوعہ ہو کر مسودہ ایک سو قلمی کے برابر ہوگا
 طبری نے اپنے ہاتھ کو نقل کیا ہے۔ پہل
 مطبوعہ تاریخ طبری میں چھاپ دیا جائے گا
 اس ذیل میں شائع کے تراجم آنحضرت کے احادیث
 اور تابعین کے تراجم و سرمدی جبرئیل
 کے شامل ہیں۔ طبری کی دیگر تصانیف کا تفصیل
 ذکر مقدمہ تاریخ طبری مقبولہ لفظ میں کیا
 جاوے گا۔

تفسیر اور تاریخ میں کامیابی بہت سبب
 باتوں سے ہے کہ مختلف کاذب اثر تھا طبری
 کے ہمعصر جیسا کہ اس کا ادب آداب کرتے
 تھے۔ ان حکایتوں سے ظاہر ہے جو اس کے
 ترجمہ میں ملتے جلتے ہیں طبری کے کاغذ

کی تھیں۔ طبری مطبوعہ لندن میں نہیں پائی
 جاتیں۔ بہت سے متداخل عمل میں آئے ہیں۔
 خود مصنف کے عہد میں اور خود اسی کے عہد میں
 برطانیہ کے بہت سے نقل کیے گئے۔ مثلاً فرغان
 و مقوقہ ہے۔ اور ہمالیہ کا ذیل رہیں ہیں
 جو جہاں اس کا موجود ہے۔ مغرب فراموشی نے
 طبری کا خلاصہ کیا اور اس میں مغرب کی تاریخ
 اور جہاں تک کے حالات اضافہ کئے (الف)
 (ب) ابن سکوت نے خلق عالم سے لے کر تک
 کی تاریخ اس فرض سے کہی کہ تاریخ سے سبق
 اخذ کر کے ہے سے جہاں تک اس کی کتاب کا
 مال معلوم ہے وہ پورے طور سے مقدر ہے
 جہاں کے حالات میں طبری کا تفسیر کرتا ہے اور
 بہت سی شاذ کسی دوسرے مورخ سے ملتا ہے
 طبری کے بعد حالات خود اس نے مستقل طور
 سے لکھے ہیں۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
 کہ اس نے بہت مشقت و شاکر تاریخ لکھی۔
 ۳۵۲ میں طبری کے خلاصہ کا ترجمہ طبری نے
 فارسی میں کیا ہے کہ اس نے بہت سی روایتیں
 لکھ کر دی ہیں۔ ابن اثیر متوفی ۶۰۶ طبری
 کی پوری تاریخ کا خلاصہ کیا ہے۔ اکثر انصاف
 کی نظر سے انتخاب کیا ہے لیکن بعض جگہ بہت
 ہی تعجل کے ساتھ انتخاب کیا ہے۔ ابن اثیر نے
 بھی شہرہ حد تک کے حالات بڑھائے ہیں۔ گوگر
 ابن اثیر کو کہیں کہیں خفیت سے روایتیں جھپٹانی
 پڑی ہیں۔ تاہم اس کی تاریخ طبری کے اصل کا
 اندازہ کرنے میں کارآمد ہے۔ اس کے مورخوں
 نے زیادہ تر طبری سے اقتباس کیا ہے۔ لیکن
 خوش قسمتی سے بعض اوقات دوسرے ماخذوں
 سے بھی استفادہ حاصل کیا ہے۔ خاصہ کہ ابن اثیر
 متوفی ۶۰۶ نے مورخ کی تفصیل کا اضافہ کیا
 ہے۔ ان ماخذ کے مورخوں کو مشراہیر کے تراجم
 اور مختص ملکوں اور مشہور اور شاذ افراد
 شہزادوں کی تاریخوں سے فیتہ مدولی ہے
 اس موضوع پر سچ مٹی صدی سے ماخذ
 تک بہت محنت اٹھائی گئی ہے۔

خوش قسمتی سے یہ تفسیر مصر میں چھپنا شروع
 ہوئی ہے۔ پڑھ کر یہ تفسیر ایک جگہ میں ہے
 سے زیادہ چھپ چکی ہے۔ بالی زیر طبع ہے۔ اسکی
 جبرئیل بہت سے ۲۲۲ روایتیں ۲۰۰ کھار ہے۔
 یہ کتاب ابن سال میں عرب کا جبرئیل حیدر آباد
 سے قلمبند کی گئی ہے۔ ۲۰۰ دیکھو مقررہ
 جلد اول *

خط و کتابت

بخدمت کوٹ ٹالسٹے صاحب ملک دس
از قادیان۔ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۱۰ء

جناب! اپنے آپ کے نہ ہی خیالات کتاب
برائش انکو پڑھنا کے جلد ۳۳ میں پڑھے ہیں
جو کہ انہیں دہوں میں افغانستان میں طبع ہوئی
ہے اور اس بات کے معلوم کرنے سے مجھے بہت
خوشی ہوئی ہے کہ یورپ اور امریکہ کے ملک
پر جو تاریخی ثابت لے ڈال رکھی ہے۔ اس کے
درمیان کہیں کہیں خالص دینی بھی پائے
جائے ہیں جو کہ خدا کے قادیان میں ایک
سچے معبود کے جمال کے اظہار کے لئے جبکہ یہ
ہیں۔ یہی خوشحالی اور دعا کے متعلق آپ کے
خیالات بالکل ایسے ہیں جیسے کہ ایک روحانی انسان
کے ہونے چاہئیں۔ میں آپ کے ساتھ ان باتوں
میں بالکل متفق ہوں کہ جیسے سچ ایک روحانی
معلم تھا اور کہ اس کو خدا سمجھنا یا خدا سمجھ کر پیش
کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ مگر وہ ان میں آپ کو
اس امر سے بھی بخوشی اطلاع دیتا ہوں کہ
حضرت جیسے کی قبر کے لے جانے سے کافی طور پر
نابت ہو گیا ہے۔ یہ قبر کشمیر میں لی ہے اور
اس حقیقت کا اعتبار حضرت مرزا غلام احمد
نے کیا ہے جو کہ توحید الہی کے سب سے بڑے کر
محقق ہیں اور جنکو خدا نے قادیان کی طرف سے
مسیح موعود کا خطاب دیا گیا کیونکہ ایک سچے
خدا کی سچی محبت میں وہ کامل پائے گئے ہیں
وہ اس زمانہ میں منجانب اللہ طہم مصلح اور
خدا کے بے رسول ہیں۔ وہ سب سے سچے
مسیح پر ایمان لائیں گے خدا کی طرف سے
برکتیں پائیں گے پر جو کوئی انکا سر نہ لگا اس پر
غیور خدا کا غضب پڑے گا۔ میں آپ کو ایک
عالیحدہ چلت میں خدا کے اس مقدس شخص
کی تصویر کعبہ یسوع کی قبر کی تصویر کے
برواز کرنا چاہوں۔ آپ کا جواب تمہارے پر میں
بخوشی ادا کرتا ہوں آپ کو سال کروں گا۔

میں ہوں آپ کا سچا خیر خواہ

منفی محمد صادق۔ از قادیان ۶

اس خط کے جواب میں ۲۹۔ ہوں
کو مصلح ذیل خط کوٹ ٹالسٹے
کی طرف سے آیا ہے

بخدمت مفتی محمد صادق صاحب۔

پیارے جناب

آپ کا خط میرا غم احمد صاحب کی
تصویر اور میگزین ریویو آن ریجن کے
ایک نمونے کے پرچے کے لچھے ۵۔ وفات
جیسے کے ثبوت اور اس کی قبر کی تحقیقات
میں مشغول ہونا بالکل بے فائدہ کو تلاش
ہے کیونکہ حقیقت انسان حیات جیسے کا
قابل بھی ہو نہیں سکتا۔ ہیں
مستقل نہ ہی تعلیم کی ضرورت ہے اور اگر
مرزا احمد صاحب کوئی نیا مستقل مسئلہ
پیش کریں تو میں بڑی خوشی سے اس سے
فائدہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔
میگزین کے نمونے کے پرچے میں مجھ کو سفرون
بہت ہی پسند آئے ہیں۔ یعنی گناہ سے
کسی طرح آزاد ہو سکتی ہے اور آئندہ
زندگی کے مضامین خصوصاً دوسرا سفرون
مجھ بہت پسند آیا ہے۔ نہایت ہی شاندار
اور صداقت سے بھرپور ہونے کی بات ان
مضامین میں ظاہر کی گئی ہے۔ میں آپ کا
نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے
یہ پرچہ بھیجا اور آپ کی پیش کی سبب میں
آپ کا بہت ہی شکر گزار ہوں۔

میں ہوں آپ کا خاص ٹالسٹے

از ملک دس۔ ۵۔ جون ۱۹۱۰ء

ایک انوسنگ کارروائی اور

جس کا کامل نمونہ

چند روز سے ایک اخبار زمیندار نامی جناب
منشی سراج الدین احمد صاحب کی ایڈٹری میں
امور سے شائع ہوا شروع ہوا ہے جو کہ ایک
منشی محبوب ظلم صاحب ایڈیٹر ہیں اخبار کو کسی
بے معرکہ فرسٹ یا اشاعت کارڈ سرعزب نہیں
ہوئی اس لئے آپ کو اخبار زمیندار چاہائیں
معلوم ہوا ہے کہ فرما ایک انوسنگ صاحب اخبار
کے نام انکا اور یہ تھا کہ اسی نام اور اسی مقصد
کے ایک اخبار کا میں میں ملک دس پڑھوں۔
اسی لئے کہ میں نام کو میں نے بہت سارے پرچے

اور محنت خرچ کر کے مشہور کیا ہے آپ کو
اس کے اختیار کر لینے سے میرے نقصان کا
یقین ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر منشی صاحب نے
اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پوسٹ ماسٹر صاحب
لاہور کو بھی ایک رجسٹری شدہ خط بھیجا جسکا
مضمون خالص یہ ہو گا کہ فلاں شخص نے
میرے رسالہ کا نام رکھ لیا ہے اس کی خط و
کتابت تا فیصد معالت روک لیجئے خدا علم
پوسٹ ماسٹر صاحب نے اس کو کیسا سنگین لہ
سجھا کہ کیجئے ایڈیٹر اخبار زمیندار کے خطوں
کو کلیتہً روک دیا پھر اس کے بعد ایڈیٹر زمیندار
نے بہت کچھ دوا دیا چالی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔
پوسٹ ماسٹر صاحب بہادر لاہور کو ان
انوسنگ صاحب نے ذات خود اس معاملہ کی
یقین کر کے پوسٹ ماسٹر جنرل کی خدمت میں
یہ رپورٹ بھیجی۔

کہ ستر محبوب عالم کا کوئی حق نہیں کہ
دوسرے ملک کو جو وہ زمیندار کی حدود
کا بہت کو دعویٰ کرے کہ اس میں کسی
جس نے نابت ہے جس میں یہ کہا ہے کہ
وہ اپنا زمیندار ایک بار پھر زندہ کر کے
دوا نہیں دے گا ہے اور یہ اخبار دوسرے
سارے ملک میں اس بار میں
انتہا پر بھی ہے اس فقرہ سوسان
نماہنہ ہے کہ جس زمیندار کی ایڈٹری کا
پیر اخبار دعویٰ کرتا ہے اس کا کوئی
وجود نہیں اور اس لئے اس نام کی
خط و کتابت کا کوئی حق نہیں ہے اخبار
کا دعویٰ نہ محض شرارت پر مبنی ہے جو
ایک ستر اخبار کو نقصان پہنچانے کے
لئے کیا گیا ہے۔

منشی محبوب ظلم نہیں شرم کرنی چاہیے کہ تم نے
اپنے ایک عزیز بہ حضرت محمد اور بیداری کا
برتاؤ کر کے نہ صرف خود دولت اثنائی بلکہ ایسی
پریش کو بدنام کیا تم دوسروں پر تو مجتہد قرض
اولیٰ و قدح کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہو
مگر تمہیں اپنی خبر نہیں تمام حیلوں اور افترا
بہ دوزیوں کی جو دوسروں پر کیا کرتے ہو
خداوند تعالیٰ نے تمہیں یہ میزادی کہ تہا کی
نسبت ایک سرکاری عزم کی علم سے یہ الفاظ
فعلیہ لے کر پیر اخبار کا دعویٰ نہ محض
شرارت پر مبنی ہے جو ایک نے
اخبار کو نقصان پہنچانے
کے لئے کیا گیا ہے۔

انوسنگ

مصدق۔ از کوٹ ٹالسٹے

مصلح انوسنگ یہ پریش قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی چیکر شائع ہوا ہے

موعظۃ الحسنہ

گذشتہ اشاعتوں کے

جس کو مصائب شواہد اس قدر صقل کر دیے ہیں کہ اخلاق انہی میں منعکس ہو جاتے ہیں۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب بہت مجاہدات اور تہذیبوں کے بعد اس کے اندر کسی قسم کی گورت یا کثافت نہ رہے۔ تب یہ درجہ لغیب ہوتا ہے ہر ایک مومن کو ایک حد تک ایسی صفائی کی ضرورت ہے کہ کوئی مومن آئینہ ہو سکے جو کچھ نہ پاسے گا سلوک والا خود یہ صقل کرے گا۔ اپنے کام مصائب اور فتنے ہیں۔ لیکن جذبہ والا مصائب میں ڈالا جائے ہے خدا خود اس کا مصقل ہوتا ہے اور طریق صقل کے مصائب شواہد سے صقل کر کے اس کو آئینہ کا درجہ عطا کر دیتا ہے۔ دراصل سالک و معبود دونوں کا ایک ہی تہذیب ہے سوستی کے وہ جسے ہیں سلوک و جذبہ تقویٰ جیسے کہ میں بیان کر آیا ہوں کی قدر و قیمت کو چاہتا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ حدی المتقین الذین یوحیون بالغیب میں۔ اس میں ایک لکھت ہے مشاہدہ کے مقابل ایمان بالغیب ایک قسم کے لکھت کو چاہتا ہے۔ سوستی کیلئے ایک حد تک لکھت ہے کیونکہ جب وہ صلح کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ تو پھر غیب اس کے لئے غیب نہیں رہتا کیونکہ صلح کے اندر سے ایک نہر نکلتی ہے جو اسمیں سے لکھت خدا کیسے پہنچتی ہے۔ وہ خدا اور اس کی محبت کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ کہ من کان فی هذا المعنی فہو فی الآخر (اسی)۔ اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک انسان پوری روشنی میں نہ ہو تو اس میں نہ حاصل کرے وہ کسی خدا کا ہنس نہ دیکھ سکے سوستی کا کام یہی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسے سرے طیارا کرتا ہے۔ جس سے اس کا مدعا فی نزول المساد دور ہو جاوے۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ سوستی شواہد میں انداز ہوتا ہے مختلف کوششوں اور تہذیبوں سے وہ نور حاصل کرتا ہے۔ سو جب سو جاگھا ہو گیا۔ اور صلح میں گیا پھر ایمان بالغیب ضروری ہے اور لکھت بھی ختم ہو گیا۔ جیسے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے انبیاء اسی عالم میں بہشت و دوزخ ظاہر کیا سب کچھ مشاہدہ کر لیا گیا۔ جو سوستی کو ایک ایمان بالغیب کے رنگ میں اجاگر ہے وہ تمام کچھ مشاہدہ میں آگیا۔ سو اس آیت میں اشارہ ہے

کہ سوستی اگر چہ انداز ہے اور لکھت کے لکھت میں ہے۔ لیکن سالک ایک دارالامان میں آگیا ہے اور اس کا نفس نفس مطمئن ہو گیا ہے۔ سوستی اپنے اندر ایمان بالغیب کی کیفیت رکھتا ہے۔ وہ انداز و حشر طریق سے چلتا ہے اس کو کچھ خبر نہیں۔ ہر ایک بات پر اس کا ایمان بالغیب ہے۔ یہی اس کا صدق ہے۔ اور اس صدق کے مقابل خدا کا وعدہ ہے۔ کہ وہ فلاح پائے گا اور لکھت ہم المفلحون۔

انہی کے بعد سوستی کی شان میں آیات و بقیعہ من المصلح یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتا ہے۔ یہاں لفظ کھڑی کرنے کا آیا ہے۔ یہی اس لکھت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو سوستی کا خاصہ ہے۔ یعنی جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو طرح طرح کے وسوسوں کا اسے مقابلہ ہے۔ جن کے اعشاس کی نماز کو بالباب کرتی پڑتی ہے جس کا اس نے کھڑا کرنا ہے جب اس نے اللہ اکبر کہا۔ تو ایک جھوم و سلاں ہے جو اس کے حضور طلب میں تفریق ڈال رہا ہے۔ وہ ان شکلیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے پریشان ہوتا ہے۔ ہر چند حضور و ذوق کے لئے لانا ہوتا ہے۔ لیکن نماز جو گری پڑتی ہو پڑی جاگتی ہے اسے کھڑا کرنے کے فکر میں ہر بار بار احوال تغیر و ایالات مستحین کہ نماز کے قائم کرنے کے لئے دعا لکھتا ہے اور العیاذ باللہ المستقیم کی ہدایت چاہتا ہے جس سے اس کی نماز کھڑی ہو جاوے۔ ان وسوسوں کے مقابلے میں سوستی ایک بچہ کی طرح ہے جو خدا کے آگے گڑگڑاتا ہے۔ رونا ہے۔ کہتا ہے کہ میں اخیلا اسے الادھن ہوا ہوں۔ سو یہی وہ جنگ ہے جو سوستی کو نماز میں نفس کے ساتھ کرنا ہے اور اسی پر نواہ مرتب ہو گا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نماز میں وسوسوں کوئی الغرور کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ لغویون الصلوٰۃ کی مشاد کیہ اور ہے۔ کیا خدائیں جانتا۔ حضرت شیخ عبدالحق کیلانی کا قول ہے کہ نواہ اس وقت تک ہے جب تک مجاہدات میں اور جب مجاہدات ختم ہوں۔ تو نواہ ساقط ہو جاتا ہے۔ گویا صوم و صلوٰۃ اس وقت تک اعمال ہیں جب تک ایک جہد حید سے وسوسوں کا مقابلہ ہے لیکن جب ان میں ایک علی درجہ پیدا ہو گیا اور صاحب صوم و صلوٰۃ تو وہ لکھت سے کچھ کھٹکا سے لیکن ہو گیا تو اب صوم و صلوٰۃ اعمال نہیں رہے اس وقت پر انہوں نے سوال کیا کہ

کر کیا اب نماز عادت ہو جاتی ہے کیونکہ نواہ تو اس وقت تک تھا جو وقت تک لکھت کرنا پڑتا تھا۔ سو بات یہ ہے کہ نماز عمل نہیں بلکہ ایک انعام ہے۔ یہ نماز اس کی ایک غذا ہے۔ اس کے لئے قرآن العین ہے۔ یہ گویا نقد بہشت ہے۔

مقابل میں وہ لوگ جو مجاہدات میں ہیں وہ سوستی کر رہے ہیں اور یہ کجبات پا چکا ہے سو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا سلوک جب ختم ہوا تو اس کے مصائب بھی ختم ہو گئے۔ مثلاً ایک محنت اگر کہے کہ وہ کسی کسی عورت کی طرف نظر انداز کر نہیں دیکھتا تو وہ کون سی نفی کا قراب کا سوچی ہے اسمیں تو صفت بد نظری ہے ہی نہیں۔ لیکن ایک مرد صاحب جو لیت اگر ایسا کہے کہ نواہ پاسے گا۔ اسی طرح انسان کو خدوہ و مقامات ملے کر سنے پڑتے ہیں۔ بعض امور میں اس کی مشافی اس کو قیاد کرتی ہے۔ نفس کے ساتھ اس کی مصالحت ہو گئی اب وہ ایک بہشت میں ہے۔ لیکن وہ پہلا سا قراب نہیں رہے گا۔ وہ ایک تھارت کر چکا ہے جس کا اب وہ نفع اور نفعار ہے۔ لیکن یہ رنگ نہ رہے انسان میں ایک فعل لکھت سے کر کے اس میں طبیعت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے ایک شخص جو طبعی طور سے لذت پاتا ہے۔ وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس کام سے ہٹا یا جاوے۔ وہ طبعاً ایمان سے ہٹ نہیں سکتا۔ سو اللہ اور تقویٰ کی حد تک پورا انکشاف نہیں ہوتا وہ ایک قسم کا دعویٰ ہوتا ہے۔

اس کے بعد سوستی کی شان میں دھماں و قضاہم یففقون۔ آیا ہے۔ یہاں سوستی کے لئے اثرا کا لفظ استعمال کیا کیونکہ اس وقت وہ ایک عمل کی حالت میں ہے اس کے لئے جو کچھ خدا کے آئینہ کو دیا اسمیں ہے کچھ خدا کے نام کو دیا۔ حق یہ ہے کہ اگر وہ آنکھ لکھتا۔ تو دیکھ لیتا کہ اس کا کچھ بھی نہیں سب خدا کا ہی ہے۔ یہ ایک حجاب تھا جو اتنا میں لازمی ہے۔ اس حالت انکشاف کے لئے حق تعالیٰ صمد کے لئے میں سے کچھ لوایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے ایام وفات میں دریافت فرمایا کہ گھر میں کچھ ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک دینار تھا۔ فرمایا کہ یہ میری لکھت سے ہے بعد ہے کہ ایک چیز بھی اپنے پاس رکھی جاوے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا کے درجہ سے گذر کر مع حیات تکسو شیخ کے تھے۔ اس لئے مساندن کی شان میں آیا۔ کیونکہ وہ انداز ہے جس نے کچھ اپنے پاس رکھا اور کچھ خدا کو دیا لیکن

یہ لارہ سنی تھا کیونکہ خدا کے ۔ دیتے ہیں
 بھی اُسے نفس کے ساتھ جنگ تھا جس کا نتیجہ
 یہ تھا کہ کچھ دیا اور کچھ رکھا ۔ واسطہ سولہ اکرم
 نے سب خد کو دیا ۔ اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا ۔
 جیسے دھرم ہو تو ان کے عقول میں انسان کی
 تین حالتیں ذکر کی گئیں ہیں ۔ جو انسان پر ابتدا
 سے انتہا تک وارد ہوتی ہیں ۔ اسی طرح یہاں
 میں قرآن مجید میں تمام مراحل ترقی کے
 طے کر لئے آیا ۔ تو دیکھئے شروع کیا ۔ یہ ایک کھل
 کا راستہ ہے ۔ یہ ایک خطرناک میدان ہے اس
 کے اوقات میں تمہارا ہے اور مقابل جی تلوار
 ہے ۔ مگر کچھ ترنجات پا گیا والا اسفل
 السحاب میں پڑ گیا چنانچہ یہاں سنی کی
 سعادت میں یہ نہیں فرما کہ جو کچھ ہم دیتے
 ہیں ۔ اُسے سب کا سب خرچ کر دینا ہر شے میں
 اسی استعداد ایمانی طاقت ہمیں جو بھی کی شان
 ہوتی ہے ۔ کہ وہ ہمارے اُردی کمال کی طرح
 کمال دیا ہو خدا کا خدا کو دے ۔ یہی ہے
 چھوٹے سارے شمس کا گیا تاکہ پاششی چمکے
 نیا وہ کے لئے ہے ۔ سو ہمارے دھرم ذوقنا
 ہم منفقون ۔ رتی سے مرد و عورت مال
 نہیں ۔ بلکہ جو کچھ اس کو خدا ہوا ۔ عدا و محبت
 طاعت یہ کچھ رزق میں ہی شامل ہے ۔
 اس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ
 کرتا ہے ۔ انسان نے اس راہ میں خدا کی سبک
 اور زمین بزمین ترقی کرتا ہے ۔ اگر عقل بطرح
 یہ تعلیم ہوتی ہے کہ کمال پر ایک طمانچہ کہا کہ رستہ
 طمانچہ کے لئے کمال آگے رکھ دی جاوے یا سب
 کچھ دے دیا جاوے ۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ
 شمس ان بھی عیسائیوں کی طرح تعلیم کے ممکن
 و تفصیل ہونے کے باعث ثواب سے محروم رہتے
 لیکن ترقی تو حسب فطرت انسانی آجت ہوتی
 ترقی کرتا ہے انجیل کی مثال تو اس لئے کی ہے
 جو کتب میں داخل ہونے ہی کی شری مشکل کتب
 کی کتاب پڑھنے کیلئے مجبور کیا گیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ
 حکیم ہے اس کی حکمت کا یہ تھا خدا ہر نامور
 تھا کہ یہ کتب کے ساتھ تعلیم کی تکمیل ہووے
 اس کے بعد سنی کے لئے فرمایا واللہ یون
 یومنون بما انزل ایلہات ربنا انزل من
 قبلات و بالآخرۃ حصہ یوقنون سب سے
 منقوی وہ دے دے ہیں جو پہلے ان شدہ کتب پر لور
 بکتہ پر جو کتاب اس میں اس پر اور آخرت
 پر یقین رکھتے ہیں ۔ یہ دینی کتب کے خالی
 نہیں ۔ یہی کتب ایمان ایک بحریہ کے رنگ میں
 ہے ۔ سنی کی ۔ تاکہ معرفت اور بصیرت کی نہیں ۔
 اس کے تقویٰ سے شیطان کا مقابلہ کر کے انہی

یک اٹ کو ان پیاسے ۔ یہی حال سولت کی
 حماقت کا ہے ۔ انہوں نے ہی تفسیر سے ان
 نہ اور ۔ اسی وہ ہیں جانتے کہ یہ صحت سنا
 تک نشوونما اپنی باتوں سے پایوں کی ہے نہ
 یہ ایک پیاسہ ہے ۔ جو خدا کی راہ میں
 یقین کا وسط عام طور پر حب و استغناء و
 نواس سے مراد اس کا وہی اثر ہے ہوتا ہے یعنی
 علم کے تین مدارج ہیں سے اوٹی درجہ کا علم
 یعنی علم یقین میں درجہ پر تقاضا ہوتا ہے
 مگر خدا کی سب سے یقین میں درجہ پر خدا
 ہوتا ہے ۔ درجہ میں کے جن ایتھیں ۔ حق یقین
 کا نتیجہ بھی تفسیر کے مراحل کے لئے کے حاصل
 کر لیتا ہے ۔
 تفسیر کوئی مجھوں مجھ نہیں ۔ اس کے بعد
 ان تمام شیطانوں کا خدا پر کر ۔ ہوتا ہے تو سنا
 کے ۔ کیسے انہوں کی وقت و وقت پر طلب پائی جاتی
 ہیں ۔ بہت کم قوتیں نفس تارہ کی حالت میں اسکا
 کے اندر شیطانات ہیں ۔ مگر یہ ان ذیلیں کے
 تو اس کا غلام کریں گے ۔ علم و عقل ہی رستہ
 طور پر استعمال و شیطانات ہو جاتے ہیں
 منقوی کا لام دہ کی ۔ ایسا ۔ عقل قوی
 کی خدایہ ہے ۔ یہاں تو کتب و نظام
 غضب پانچوں کو ہر ماہ پر جانتے ہیں وہ
 ہی معیضہ تہذیب کے خلاف ہیں اور انسانی
 کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ یہاں سب دہی نہ ہو سکتی
 تو سب کامی ہو ۔ کہ اس کا استعمال کرے
 جو سبیت ۔ غضب جو خدا کی طرف سے
 عورت ایسا ہی میں رکھے گئے ہیں اس کو مجبور
 کا خدا پر کرنا ہے جیسے تارہ ۔ اللہ یا ہوا ایسا
 منہا ۔ یہ تمام حق العباد کو ملک کرے واسطہ پر
 مگر یہ مراد یہی ہوتا ۔ تو کو یا اس خدا پر قرض
 ہے جس نے یہ قوی ہمیں یہ اس کے سوا کسی
 تعلیمیں جو انجیل میں ہیں ۔ اور اس سے تو سب
 کا اسٹیج ہر آدمی ہے ۔ طاعت کتب پر پوری
 رہا ۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی خدایہ کا حکم دیتا ہے
 یہ کہ اگر ایسا نہیں کرتا ۔ مجھے دین ۔ اللہ
 باہر داخل دار احسان انور ۔ جس
 ایک ایسی چیز ہے جس سے سب کراہیہ اور
 یا سنا ۔ یہ کہ یہ تعلیم دے کہ اگر تو بڑی تھک
 سے دیکھ تو آج کل کا زمانہ اس لئے دہری
 کا نتیجہ ہے کیونکہ عہد ایسی ۔ کی کہ توحید و
 عہد و ہرگز دیکھ ۔ حارث دی کہ وہ جب تو
 بعد دیکھتے تھے دیکھنا چاہیے ۔ کہ اس سے قوی یہ کہ
 اثر ہوگا ۔ کیوں کہ قرآن کی طرح آج کل دھند
 دہی پڑی ہے کہ دیکھتے تھے وہ وہ دیکھتے تھے
 معبود ۔ قیمتی چیز کو ضایع کرنے کا دوست

کنا ۔
 جمل پر وہ پرستے گئے جاتے ہیں ۔ یہی یہ لوگ
 جانتے نہیں کہ سولی پر وہ سے مراد خدا نہیں
 بلکہ ایک قسم کی روک ہے ۔ کہ فیروز مرد و عورت
 ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے ۔ جب بڑے ہوگا بخور
 سے جس کے ایک منصف نراج کہہ سکتا ہے ۔ کہ
 ایسے لوگوں میں جہاں فیروز و عورت لکھے بلال
 وہ بے محال لکھیں ۔ سیرت کریں ۔ کہ تو کتب بات
 منس سے انظر ۔ مگر دیکھائیں گے ۔ یہاں اوقات
 سننے دیکھنے میں نہ ہے ۔ کہ ایسی قوتیں غیر مدعو
 کو کہہ سکتا ہے تنہا رہنے کو عالم کو دیکھ بھی نہ
 ہر کوئی عیب نہیں سمجھتے ۔ یہ کو یا تہذیب ہے ۔ اپنی
 نشان کو دیکھ کے سے شام اسلوب کے وہ باتیں
 رہے ۔ کہ صراحت ۔ وی جو کسی کی پڑھ کر کا اعلیٰ
 ہو ۔ اسے موقع پر کہہ یا کہ جہاں اس طرح و دیگر
 عہد و عورت میں ہوں تہذیب اس میں شیطان
 ہوتا ہے ۔ اس ایک نشان پر غور کرو ۔ جو ہر پر
 اس میں اس تعلیم سے جانت رہا ہے ۔ بعض جگہ
 اس کی بل ترقی ہو ۔ اس میں سب کی عادی ہے
 یہ اپنی تعلیموں کا جو ہے ۔ کہ کسی چیز کو محنت سے
 بھانا چاہتے ہو تو حفاظت کر دیکھیں اور حفاظت
 نہ کہ اور یہ مجھ کہہ رہے ہیں ۔ اس آدی میں تو
 یاد کہہ کہ وہ مرد ۔ یہ تہذیب ہر اسلامی تعلیم کا
 بانی تعلیم ہے جس نے عورت کو ملک کیا ہے کہ
 سے جایا اور انسان کی زندگی تمام اور تعلیم نہیں کی
 جس سے پر یہ کے آئے ان کی ما ۔ انکیاں ۔
 جو کتبیں ۔ انکیاں ۔ بلکہیں بلکہیں نہ یہ عورتوں کا
 طوایر ۔ ان کی سہ ۔ یہ ایک عملی سنی اس عادی
 کا ہے جو عورت کو میٹھ کے لئے وہی میں اللہ تعالیٰ
 مستحق ہے عدا و فرماوے وہ مباح کرے کے لئے
 ہیں دیکھ گئے ۔ اس کی تعلیم اور عادی استعمال
 کرنا ہی ان کی نشوونما ہے ۔ اس واسطے اس کام
 سے تو سب رجوعیت تہذیب کے نفاذ کی تعلیم نہیں
 دی بلکہ ان کا عادی استعمال و ترقی کی تعلیم
 یہ جیسے فرمایا قد فلع الموصوفون اوما یسے
 بیان ہی تھا سنی کی زندگی کا حق کیسے کہ خرمیں
 بطور تہذیب کہا دار و ملت ہم المصلحون
 جیسے وہ ایک تو قوی پر قدر ہارنے میں ایمان
 ۔ جیسے کہ ہیں ۔ خدا کو کھاتی ہے ۔ پیرائے کھڑا
 رہتے ہیں ۔ خدا کے دیے سے دیتے ہیں ۔ اور وہ
 حضرت نفس لا سوچتہ نہ شستہ در سوچوں کر سنا
 یہ ایمان لائے ہیں ۔ اور ۔ فرما کہ وہ یقین کتب
 دہاتے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہر بیت کے سر پر
 ہیں ۔ وہ ایک ہی رنگ پر ہیں جو پاراگ کے کو حادی
 ہے ۔ اور جس سے آدمی علاج کتب پہنچے سے پیر سنا
 لوگ علاج یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں وہی تہذیب

آریہ دھرم

وہی کی تعلیم کے لئے کہ اس کے وجود اور مادہ خود بخود ہیں۔ پریشکر کے وجود کی کچھ ضرورت معلوم نہیں ہوتی اور ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ جب یہ تمام قوی جو روح اور ذرات میں موجود ہیں کسی موجود کی محتاج نہیں۔ اور ان کا وجود کسی صانع کے وجود پر موقوف نہیں تو پھر صرف روح اور جسم کو جوڑنے کی صنعت جو ادنیٰ درجہ کی صنعت ہے۔ کیونکہ کسی صانع کی محتاج ہو سکتی ہے۔ غرض یہ خیال کہ پریشکر بعض اجزا کو بعض سے جوڑا ہے اور روح کو جو قدیم سے خود بخود موجود ہے۔ ان قدیم اجسام میں داخل کیا ہے۔ یہ نہایت کمزور خیال ہے اور اس کو صانع کے وجود پر دلیل سمجھنا سراسر ناہنجی ہے کیونکہ جب کہ یہ تمام چیزیں قدیم سے علیحدہ علیحدہ خود بخود موجود ہیں اور اپنے وجود اور بقا میں دوسرے کی محتاج نہیں تو پھر پریشکر کے باہمی اتصال یا انفصال کے لئے کیوں پریشکر کی حاجت ہے۔ اگر پریشکر کی ذات ایسی واقع نہیں جو اسی سے تمام چیزوں کا ظہور ہوا و اسی سے تمام چیزوں کی بقا رہو اور اسی سے ہر ایک چیز کو فیض پہنچے تو خود اس کا وجود فضول ہو گا اور اس کے وجود پر کسی چیز کی دلالت کا نہ نہیں ہو گی۔ ہندو کا یہ خیال کہ ہستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ سنا ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کی ذات اور صفت کی معرفت کی سچی کتابیں ہرگز ان کو نہیں ملیں ہندو انہوں نے اپنے پریشکر کے افعال اور اس کی قوت اور شکتی کو صرف انسان کی قوت اور شکتی پر قیاس کر لیا ہے۔ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کیونکہ انسان کی سچی خوابوں اور واقعی کشنوں میں ہزار ہا ایسی چیزیں وجود پذیر ہو جاتی ہیں کہ ابھی وہ لکلی پر وہ ہستی میں مخفی ہوتی ہیں اور سالہائے و راز کے بعد ان کا ظہور ہوتا ہے۔ پھر اگر خدا تعالیٰ ہستی سے ہستی نہیں کر سکتا تو کشنوں اور خوابوں میں بھی ہستی کیوں ظہور میں آجاتی ہے جس کا خارج میں کوئی نام و نشان نہیں۔ مثلاً اگر کسی کے گھر میں بیس سال کے جد بٹا پیدا ہونا ہو تو کبھی کبھی ایسا عجیب کشف یا عجیب خواب اس کو دکھائی جاتی ہے کہ جو بٹا پیدا ہونے سے پہلے بلکہ اس بٹے کی ماں کے وجود سے پہلے وہ اپنے اس بٹے کو خواب کی حالت میں یا کشف کی حالت میں بعینہ دیکھ لیتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات اس سے باتیں کر لیتا ہے اور بسا اوقات وہ بٹا ایسے راز اس کو بتاتا ہے

کہ جو وہ بتائے و راز کے بعد اور تحصیل علم کے بعد وہ طاقت بیٹے میں پیدا ہوتی ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ انسان کی طرح مادہ اور پرکرتی کا محتاج ہے۔ تو مثلاً وہ بٹا جو خواب میں یا کشف میں حاضر کیا جاتا ہے۔ جس کی ابھی ان بھی ۰۰۰ پیدا نہیں ہوئی وہ کس مادہ یا پرانے سے بنایا جاتا ہے۔ پس جبکہ وہ قادر اس قسم کی بناوٹ میں جاتا ہے کہ اس حالت میں کسی انسان کا نشان ظاہر کر دیتا ہے اور جسم طور پر عین بیداری میں اس کو دکھا دیتا ہے جبکہ وہ بکلی بے نشان ہوتا ہے تو پھر اس سے زیادہ اور کونسی حرکت ہوگی کہ اس قادر کو مادہ کا محتاج سمجھا جائے اگر ایسا ہی پریشکر تو ہوسکتا ہے۔ آئینہ کی دیکھی خوشیوں کے لئے کوئی امید نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ آپ ہمیشہ مادہ اور روح کا محتاج ہے اور ایسی چیزوں کے سبب سے جس کی خدائی چل رہی ہے جو اس کے ہاتھ سے نکلی نہیں اور نہ نکل سکتی ہے۔ پس ہندوؤں کے دیروں کی یہہ منکر فعلی ہے کہ وہ خدائی طاقت اور انسانی طاقت کو بڑے بڑے پر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی انداز سے جس کا جیہ معلوم نہیں اس قدر روحیں اور مادے موجود چلے آتے ہیں جو پریشکر کی اپنی پیدا کردہ نہیں اور اپنی پر تمام کارخانہ پریشکر کی کا چل رہا ہے اور اگر فرض کریں کہ وہ آئینہ کو کسی وقت معدوم ہو جائیں گی تو ساتھ ہی فرض کرنا پڑے گا کہ پریشکر بھی آئینہ کو خدائی ہاتھ بیٹھے گا۔ پس سوچنے کا مقام ہے کہ کیا ہندوؤں کی قیوم کی یہی صفات ہونی چاہئیں اور کیا اس کی خدائی کی حقیقت اور اصلیت اسی قدر ہے کہ اس کی بادشاہت ان چیز پر چلتی ہو جو اس کی اپنی کمیت نہیں۔ غرض میں نے ان کتابوں میں ثابت کیا ہے کہ ہندو مذہب کا گمان اور معرفت پریشکر نسبت جو کچھ ہے یہی ہے کہ وہ اس کو قدر سے معصوم و صفت خالصیت سے محروم قرار دیتے ہیں۔ انسان یا بیزگی کی نسبت دید کی تعلیم جسکو پنڈت و پانڈے نے آریوں کو سکھایا ہے بطور نمونہ یہہ جبکہ ایک آریہ اولاد کے لئے اپنی پیاری بیوی کو اپنی زندگی اور جوانی کی حالت میں دوسرے سے ہم بستر کیا سکتا ہے تاکسی طرح اولاد پیدا ہو جائے اس عمل کو ہندوؤں کے مذہب میں یونگ کہتے ہیں پس جس مذہب کا خدا تعالیٰ کی نسبت یہہ خیال ہو کہ وہ قدیم سے عاجز اور کمزور اور پیدا کر کے کی صفت سے بے نصیب ہے اور جس مذہب نے غنوق کی پاکیزگی کا اس قدر خون کر دیا ہے کہ عاوند جو نظراً انسانی غیرت کا جوش اپنی بیوی کے ساتھ

میں اس قدر اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ انہیں رکھتا کہ کسی غیر کی آواز کی طرف بھی وہ کان لگا دے اسکو یہ ہدایت کیجاتی ہے کہ اولاد کی ضرورت کے لئے نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ اپنی جوڑ کو غیر انسان سے ہمبستر کر دے ایسے مذہب سے کس بہتری کی امید ہو سکتی ہے

حضرت حجتہ اللہ کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخندہ و نضلی علی سید الکونین از علی جز عاید باللہ الصمد غلام احمد خدمت اخویم کرم مولوی محمد بشیر صاحب۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ جس کا لفظ لفظ اخلاص و تقویٰ سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لود بیانہ میں مجھ کو ملا کر چونکہ میں اتفاقاً ضلع علیگڑھ کی طرف چلا گیا تھا اور پھر واپس آکر ۱۹۔ اپریل سنہ کو قادیان کی طرف چلا آیا اسلئے جواب لکھنے سے مجبور رہا۔ جو کچھ آپ نے لکھا ہے بالکل سچ لکھا ہے جس سے غلص اور طلب حق کی بڑی آتی ہے اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں اولیاء اللہ کی پانچ علامتیں لکھی ہیں۔ جب تک وہ پانچوں علامتیں کسی میں نہ پائی جائیں تب تک وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا اور قبل اس کے جو کسی کی ولایت کو شناخت کیا جائے اس سے بیعت کرنا جائز نہیں لیکن کیا اللہ کو شناخت کرنا ہر ایک آنکھ کا کام نہیں۔ اگر ایسے ہی ہوتے ہیں کہ فی نظر ان لیلث و نجم کیجھٹ و کچھ شک نہیں کہ اولیاء اللہ میں خوارق و آیات بیانات پائی جاتی ہیں۔ لیکن جب تک خدا تعالیٰ نے چاہا وہ موجب ہدایت نہیں ہو سکتے۔ ہاں جو شخص یہہ چاہتا ہے کہ کسی ولی کے خوارق و آیات پر اطلاع پاوے اس پر لازم ہے کہ دو طریقوں میں سے ایک طریق اختیار کرے۔

۱۔ ایا یہ کہ نہایت درجہ کا دوست بن جاوے ۲۔ ایا یہ کہ نہایت درجہ کا دشمن بن جاوے کیونکہ جب تک دوستی یا دشمنی انتہا تک نہ پہنچے تب تک اس قوم کے خواص معلوم نہیں ہو سکتے۔ آپ جو صاحب صادق ہیں آئینہ ہے کہ دوستی میں ترقی کرینگے خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور اپنی طرف سے قوت و بعیرت بخشنے آمین فرمائیں

والسلام علی من الطبع بہہ

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۲۴۔ اپریل

شیخ ابو جاد سے اور میرا میری طرح میرے مقصد کی اشفاق کی ساری کامیابی کا ختم ہو چکا ہے۔ غرض صدر جو بالا فرودوں کی وجہ سے ملکر کی اشاعت میں توفیق ادا دوس کی برکتی جائزہ تھی ہوتی اور حالات متعدد میں کاشاعت میں التوا کیا گیا میں امید کرتا ہوں کہ ان امور کو جو خدا رکھ کر محفوظ رکھے گا۔

نُصْرَتِ الْمُؤْمِنِينَ

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ
الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا
لِرَبِّهِمْ إِحْسَانًا

مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے جن لوگوں
نے اپنے رب کا حکم مانا ان کے لئے بہتری ہی
بہتری ہے۔

اول۔ اللہ تعالیٰ پر جو بندوں کے حقوق ہیں
تعالیٰ نے عدل و رحم ہیں ان میں سے ایک
یہ بھی ہے کہ مقابلہ کے وقت اپنے پاک بندوں
کی خاص مدد کرے ان کے رزق اور عزت
کا حامی ہو ادا ان کا ادا ہی اللہ والی اور
نیکو رہنے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے وَكَانَ
حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ مومنوں کی
مدد کرنا ہمارا فرض ہے نہ پھر فرماتا ہے اِنَّ
الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ اَصْلَحَ سَمْعُهُمْ
مَعْفُورًا ذُرِّيَّتُكَ حَقَرَيْنَا
”حقائق جو لوگ اللہ کو ماننے اور عمل صالح
کرتے ہیں ان کے واسطے مغفرت اور عزت
والا رزق ہے“ پھر فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ
لَعَازِلُ الْمُؤْمِنِينَ اَمْثَلُ حَقِيقَتِ اللّٰه تَعَالٰی
مومنوں کا ادا ہی ہے کہ اللہ و رِیِّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اللہ مومنوں کا دل ہے اِنَّ اللّٰهَ یُکْرِیْهِ
هَؤُلَاءِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ مومنوں کی مدد
کو دے کرنا ہے وَكَیْفَ نَصْرُكَ اللّٰهَ صَدَقَ
یَنْقُصُكَ السُّفُوْدُ فَرُوْرَ اَسْخَفُ کِیْ دُرْکَرِ
ہے جو اس کی خدمت کرتا ہے وَهَیْزِیْ مَوْلَا اللّٰه
وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ سُوْرَتِ
اللّٰهِ هَیْزِیْ اَظْهَرُ لَیْزِیْ جَوَالِدِ اَسْخَفُ کِیْ
رسول سے اللہ مومنوں سے محبت کرتا ہے پس
اللہ کا ہی گروہ غالب رہتا ہے۔

ان آیات و بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان
وہ دین کا اللہ حامی۔ ناصر و ادا۔ حافظ اور ادا
ہے۔ ان سے محبت کرتا ان کے گناہوں کو
بخشتا عزت کا رزق دیتا۔ بلاؤں کو ان سے
دور رکھتا اور مقابلہ کے وقت ان کو غلبہ دیتا
ہے۔ علم حیوانا صحت میں یہ مانا ہوا مسئلہ ہے۔
اور تاریخ انسان ہی ظاہر ہے کہ تمام مخلوقات

میں اپنے اپنے غلبہ اور قیام کے واسطے ہمیشہ
کشاکش رہتی ہے جو قابل نہیں ہے۔ وہ
غالب اور قائم رہتے۔ جو اقصیٰ تر ہیں وہ
مطلوبہ اعدا تا بود ہوتے جاتے ہیں۔ عدالت
اور راستی ایمان داری کے اعلیٰ اور ضروری اجزا
ہیں میں قوم میں یہ نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں
جو شخص حکم کرتا اور مجھوٹہ برتا ہے اور ساتھ
موسیت کا دھرم رکھتا ہے وہ فی الحقیقت جھوٹا
اور بے ایمان ہے۔ تمام عالم اس کے کذب پر
شہادت دیتا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اسکو
اٹل کرے گا۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے
لَیْسَ لِلّٰهِ اَلْبَیِّنَاتُ وَرَیْحُ الْحَقِّ بَکَلْمَیْنِ
”اللہ اپنے شہادت سے باطل کو مٹا دے اور حق کو
ثابت کرے گا“ آج ہے مجھوٹا دھرم کوئی چیز نہیں
بچے مومن بنو اور علماء راستی اور عدالت سے اسکی
سمجھائی گئی ہرگز وہ پھر دیکھو کہ قدرت الہی کس کس
طرف پروردگاری اور بے ایمانوں کے مقابلہ پر قیام
کیسا ظہور کر رہی ہے خداوند عالم کے ہاتھ میں
ایک سینا ہے جس میں تمام مخلوق اور قوموں
کے ایمان اور اعمال کا موازنہ ہوتا رہتا ہے اور
ان اعمال کے مطابق ہی قومیں پروردگار ہوتی
رہتی ہیں چنانچہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَکَافٍ
مَّا یَقْرِئُ حَقِّیْ بِخَبْرٍ اَوْ اَمَّا بِالْفِیْضِ فَکَافٍ
”کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ
اپنے نفسوں کی حالت کو نہ بدلے گا“

دوم۔ جس قوم پر خدا کا رسول کلام الہی کے ساتھ
نازل ہوا اس کا عروج احکام الہی کی اطاعت
پر منحصر ہوتا ہے اور رعبہ کا چھانچا الہ کریم فرماتا
ہے الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ اَصْلَحَ سَمْعُهُمْ
لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا ان کے واسطے
ہی بہتری ہے الَّذِیْنَ اَخْسَرُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا
حَسَنَتُهُمْ لَکَدْ اٰتٰی الْاٰخِرَةَ وَیَخْلُقُوْرُ سُبُوْرًا
جہنمی کرنے میں ان کے واسطے اس دنیا میں بھی جہنمی
ہے۔ اور آخرت کا گھر نور اور بہتر ہے“ ”غالب تو
عالم اسلام جو اپنی قوم کو ایک آملے واسطے عذاب کی
خبر دیتا اور اس سے ڈراتے کے واسطے مامور
ہوئے تھے اپنی قوم کو خلیفہ اللہ تعالیٰ پروردگار
اور مجھوں میں بھائی بنے رہے مگر کسی نے نہ مانا۔
پھر سو فرماتے ہیں۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّکُمْ اِنَّکُمْ کُنْتُمْ اَعْمٰی اُوْیْ اَسْتَغْفِرُ
عَلٰی کُمْ هٰذِهِ اٰرَآءُ فِیْ مُبْدِیْ کُفْرٍ
”مواال کو یقین دہانی دے کر کہ تم نے کفر کیا
تو تم کو اللہ نے آگاہ کیا“ اُوْیْ اَسْتَغْفِرُ
تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا“ ”پس میں نے
کتاب رب کے استغفار کر کے تم کو یقین دہانی دہانی
والا آسمان سے بھیجے گا۔ تمہارے احوال اور

اور دو کو بڑھائے گا۔ اور تمہارے لئے باغ لگائے گا
اور نہریں جاری کرے گا۔ نہیں کیا ہو گیا کہ اللہ
سے بڑی جبری امیدیں نہیں رکھتے ایسا ہی سیدنا
ہو و علیہ السلام اپنی قوم عادی سے فرماتے ہیں وَیَقْرِئُ
اسْتَغْفِرُ فِیْ شَیْءٍ کُمْ لَوْ اُوْیْ اَسْتَغْفِرُ فِیْ شَیْءٍ
عَلٰی کُمْ هٰذِهِ اٰرَآءُ فِیْ مُبْدِیْ کُفْرٍ اِلٰی قَوْلِهِ
لَا تَسْتَوِیْ عَجْرٌ مِّنْ اَسْمٰی بَرِّیْ قَوْمٍ اِیْضًا
سے استغفار کرے۔ پھر اس کی طرف تھک جائے گا۔
پانی برساتا ہوا آسمان تمہاری طرف بھیجے گا اور
تمہاری موجودہ قوت کو اور ترقی دے گا اور سرشتی
کر کے عجز ست فرمادے ایسا ہی شعیب علیہ السلام اپنی
قوم میں سے فرماتے ہیں وَیَقْرِئُ اُوْیْ اَسْتَغْفِرُ
وَالْمِیْزَانَ بِالْقِیَاسِ وَلَا تَحْشُرُوْا لَیْسَ اَشْبَاحُ
هَیْزِیْ اَسْتَغْفِرُ فِیْ اَلْاَمْرِیْنَ مُنْغِیْذِیْنَ
”یقین اللہ خیر لوگم اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ
”اسے میری قوم اپنے ایمان اور ترازو کا انصاف
کے ساتھ پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم
نہ دیکرو اور زمین میں فساد پھیلانے مت چرو
مگر تم مومن ہو تو تمہارے واسطے یقینت اللہ بہتر
ہے۔“ ”یہی ہوا مامور داری سے ہے بہتر ہے نہ ایسا
ہی ایک اور جگہ پر قرآن کریم کو اَوْیْ اَسْتَغْفِرُ
کَلِمَیْ دُرْیْ اُوْیْ اَسْتَغْفِرُ فِیْ اَلْاَمْرِیْنَ مُنْغِیْذِیْنَ
وَاَحْسَنُ تَاوِیْلًا“ ”اور جب آپ کر دو تو پورا
ناپسند و اور سچی ترازو سے تو لو۔ یہ بہتر ہے اور اسکا
انعام بجا ہے۔“ ”قرآن مجید الیٰ تورات و انجیل کی
نسبت فرماتا ہے وَکَلَّا لَظَنُّمُ اَنَّا مَوْدُوْرَاتُ
وَاَلْاَحْقِلُ رَمَّا اَبْدَلُ اَلْاَحْقِلُ مِنْ دِیْخِیْ
مِنْ قَوْلِهِمْ وَهِنْ تَحْتِیْ اَوْ جَلِیْہِمُ۔ اگر لوگ
تورات و انجیل کو اور نیز ان مومنوں کو جو ان کی
طرف ان کے رب کی طرف سے نازل ہوئے قائم
کرتے تو نور سرھ کے اور ان پاؤں کے تلے سے
رزق حاصل کرتے یعنی ایسی برکتیں ہوتی کہ اور بھیج
میں رزق برساتا اور نیچے سے بھی اور پنا چھا پنا پنا
و انجیل نے اپنی کتابوں کو قائم کیا تمام دنیا کی زبانوں
میں ان کے ترجمہ شائع کئے اور واسطے کیجے اب
اُس کی حد میں با فراغت رزق کھا رہے ہیں جو
فی الحقیقت مومنوں کی طرف سے ہی برس رہا ہے۔
نفساؤں کے نیچے سے ہی اول رہا ہے۔ یہ ایک
زبردست پیشگوئی تھی جس کا ظہور سو وقت تمام
عالم میں مشاہدہ ہوا ہے ایسا ہی ایک اور جگہ پر
قرآن مجید فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّ اَقْصَلَ الْاَرْضِ
اَسْتَوٰی اَوْ اَقْصَا الْاَرْضِ عَلٰی ہَیْزِیْ بَرَكْتَ
مِنْ السَّمَاءِ وَکَلَامِیْنَ وَیَقِیْ کُفْرٍ کُفْرًا
فَاَحْذَرُکُمْ مِمَّا کَانَ اَوَّلَ اَبْکِیْ یَوْنِ۔ اگر ان
سینوں کے رعبہ واسطے نہ کرنا تھے اور خدا زمین
جتنے تو ہم آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے

اُن پر ضرور کھول دیتے مگر وہ لوگ بے تکذیب
 کی اس لئے پہنچے اور ان کو توہوں کی سزا میں جہنم
 کرتے تھے اور ہمیں پکڑ لیا اسی لمحہ پر جانبہ الہیہ
 سیدہ المسلمین حضرت خاتونِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 قرآن مجید کی نسبت سورہ صافات میں فرماتے ہیں
 وَإِنِ اسْتَغْفِرُوا ذُنُوبَهُمْ ثُمَّ يَكُونُ
 مُتَعَذِّبِينَ مِمَّا عَصَوْا وَإِنِ اسْتَغْفِرُوا
 ذُنُوبَهُمْ لَنُذِقَهُنَّ عَذَابَهُنَّ لَوَ كُنَّ
 يَافِقِينَ أَصَافًا فَلْيَكْفُرْ هَذَا
 بَعْدَ كَيْفٍ يَزِيدُ اور یہ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 کہہ اور اس کی طرف ہمیں جہنم جہنم
 وقت مقرر تک اچھے سامان دے گا اور اگر
 بدل فضل پر اپنا فضل کرے گا اور اگر سرکشی کر دے گا
 تو مجھ کو تمہاری نسبت ایک بڑے دن کے عذاب
 کا اندیشہ ہے

معلوم۔ ہر ایک۔ بان کلام اور رسول کے ساتھ
خدا ابھی بھی ضرور ہوتا ہے تاکہ ایک ایک ایک
لوگ اسی طرح اس کی طرف متوجہ ہوں جو
بے کار قوم کو رہنے میں رہا دے گا چاہتا ہے یہ
اوس کے طرفہ احوال لوگوں کی طرف احکام
پس جب وہ نافرمانی کرتے ہیں تب خدا
کے متعلق شہر مانتے اور ہلک کر دیتے جاتے ہیں
پس قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي
قَوْمٍ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْعُنَى
وَالْغَنَىٰ وَأَوَّلَتْهُمْ فِئْتَانٌ مِّنْهُمْ
جس کی گاؤں میں کوئی نبی بھیجا۔ ساتھ ہی کے
باشندوں پر مصیبتیں بھی ڈالی اور نقصانات
بھی پہنچائے۔ تاکہ وہ مکرر کہیں اس کی طرف
سے صاف نظر نہ کرے کہ ہر ایک ہی کے ساتھ ایک
نگلی اور مصیبت ہی ضرور آتی ہے مکرروں کو
ہر طرف کی طرف جلدی کھینکوں اور نبی کی تعلیم کو
سمجھیں کیونکہ علم کا کوئی نبی ایسے ہی وقت
میں آتا ہے۔ جبکہ غفلت۔ بے حوری۔ اور دیگر
انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور بلا سخت مصیبتوں
کے لوگ خدا کی طرف مائل نہیں ہو سکتے۔ ہر نفس
اس کے قرآن مجید یہ بھی فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی
فرد یا قوم پر عذاب نازل نہیں فرماتا جب تک کہ
معیشت نہ فرمائے وَمَا كُنَّا مُقَدِّرِينَ لِمَنْ يَتَّبِعُ
مَنْ يَتَّبِعُ مَا كُنَّا مُقَدِّرِينَ لِمَنْ يَتَّبِعُ
والے نہیں ہیں جب تک کسی رسول کو نہ بھیجیں۔
ایک اور جگہ فرماتا ہے وَإِذَا أَرَادْنَا أَنْ
نُفِثَ فِي قَوْمٍ أَهْلًا مِّنْهُمْ فَفُتُّوا فَنَفِثْنَا
فَنَفِثْنَا فِي قَوْمٍ مِّنْهُمْ أَهْلًا مِّنْهُمْ فَفُتُّوا
اور جب کسی قوم پر ارادہ کرتے ہیں کہ کسی نبی کو
یہ یاد کر دیں تب اوس کے طرفہ احوال لوگوں کی
طرف ایک حکم بھیجتے ہیں۔ پس وہ نافرمانی کرتے

ہیں تب وہاں پر قول مذاب حق ہو جاتا ہے۔
 پس اس کو مار کر نہا کر دیتے ہیں۔
 چہاں ہم جو قوم کسی رسول یا کلام الہی کی مخالفت
 کرتے ہیں اس پر دنیا میں بھی مذاب نازل ہوتا ہے
 اور آخرت میں بھی۔ جس قدر زیادہ کوئی قوم اس
 مخالفت کرتی ہے اسی قدر جلدی ہلاک کر
 دی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔
 وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا يُمْسِكُهُمُ الْعَذَابُ
 الَّذِي كَانُوا يَكْفُرُونَ۔ جو لوگ ہماری باتوں
 کی تکذیب کرتے ہیں اور ان پر نافرمانیوں کی سزا
 میں مذاب نازل ہوتا ہے پھر کبھی قاعدہ کے
 طور پر فرماتا ہے۔ كَلَّا جَاءَ أُمَّتَهُمْ رَسُولٌ
 مِّنَ اللَّهِ فَوَلَّوْهُمُ الْغَضَبَ بَعْضًا وَبَعْضًا
 فَأَخَذُوا مِيثَاقَهُمُ الْقَوْمَ لَا يُزِيدُونَ
 جبکہ کسی کسی امت کی طرف اس کا رسول آیا اور
 اس نے اس کی تکذیب کی اور کچھ ہم نے بھی ایک
 کو ایک کے پیچھے ہلاک کیا اور ان کے فساد نہاؤ
 پرستی ایران لوگوں پر نصرت ہے یا پھر ایک جگہ
 پر مشیخت سے قرآن مجید اس مسئلہ کو اس طرح
 پر واضح فرماتا ہے اور پچھتے ہوئے کو کتاب لکھ
 دی اور ان کے بھائی اور ان کو وزیر کے طور پر
 اس کے ساتھ کیا پھر ان کو حکم دیا کہ ان لوگوں
 کی طرف جاؤ جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں
 اس پر وہ گئے اور سمجھایا اگر وہ انہوں نے نہ مانا بلکہ
 مقابلہ پر آمادہ ہوئے، اس لئے ہم نے ان کا
 کھوج چکے گا اور قوم نوح کے بھی جب ہمارے
 رسولوں کو جھٹلایا تب ہم نے ان کو فرق کر دیا
 اور ان کو لوگوں کے واسطے ایک عبرت کا نشان
 بنا دیا اور پچھتے ظالموں کے واسطے مذاب و درناک
 تیار کر رکھا ہے اور اسی طرح عاد و ثمود اور
 خدنی و انوں اور ان کے درمیان میں اور بہت
 سی امتوں کو جتنے ہلاک کر دیا اور سمجھوں کو جھٹل
 اور لوگوں کی مثالیں دے دیکر سمجھایا مگر کسی
 نہ سمجھا۔ اس لئے ہم نے سب کا سب تباہ کر دیا
 اور یہ لوگ ضرور اس بستی پر بھی ہو کر گذرے ہوں
 جس پر بڑی طرح بھڑکے ہوئے تھے ہیں تو کیا
 انہوں نے اس کو دیکھا ہو گا۔ مگر اصل یہ ہے
 کہ ان لوگوں کو مرنے کے بعد ہی اٹھنے کا بغیر
 نہیں اور اسے بغیر جب کسی بے لوگ ملک و ملک
 میں سے منی کرے اور کچھ ہیں کیا اسی کو اور
 نے رسول کریمؐ کے بھیجا ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مَوْسَى
 الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ
 نَاوِيًّا وَثَقَلْنَا أَذْهَبًا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ
 كَفَرُوا إِنَّهُمْ قَدْ كَفَرُوا بِكُمْ وَذُكِّرُوا
 نَوْحًا لَّمَّا كَذَبُوا الرُّسُلَ وَبَغَوْا قُلُوبَهُمْ
 وَجَعَلْنَاهُمْ لَنَا مَنَازِلَ وَأَعْتَدْنَا

لِلظَّالِمِينَ هَذَا يَا أَيُّهَا الرَّعَادُ وَالسَّيْحَانُ
وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَرَبِّ رِيحٍ فِيهَا
لَشَيْءٌ رَكَّادٌ وَمِنْهَا لَشَيْءٌ أَلَمٌ لَكُمْ
مِمَّنْ نَعْلَمُ إِنَّهُ عَلَى الْغُيُوبِ
الَّتِي أَمْطِثُهَا مَطَرُ السَّيْحَانِ فَمِنْهَا
يَرُدُّكُمْ وَأُولَئِكَ الَّذِينَ يُجْزَوْنَ الشَّجَرَةَ
إِذَا سَأَلَكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ فَمِنْهَا
أَعْلَى الدُّعَى يُعْبَقُ اللَّهُ رَسْمَهُ

نظم جو اشعار کالج کے موقع پر مولوی
سیارک علی صاحب مولوی عبدالحمید صاحب
تجزیہ میں۔ تاخرین کے لئے ذیل میں درج
کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ ایڈیٹر

نظم

(از سر لوی مبارک علیا)
 مرا سزد که بنارم به بخت بیدارم
 که آفرید شکلاں مرا خداے جهان -
 دریں زمانه پر بخت سینه طاعت هستی -
 که دارد آن شرف بعثت شیخ زمان
 فزوں تر از همه جود و عطا ہیں کہے
 کہ پیش روئے جمیع شکفته دل خداں
 نه از لیاقتم این است و نه ز خوبی من
 کہ دست حاکم ایند کشیدم از ارجان
 بپایه بوسی آن دستان مرا آورد
 بغیر معرفت حق نرا ختم مشاواں
 بر آستان دولت مرا سرافکندم
 جود دیدم از سیر طارم خوریدی خوشاں
 عطا نمود مرا منجبه بعد و همه اسفند
 نشاند بر سر گری بجهت استاواں
 مبارک است پناه فضل این کج
 کہ بر کشاد خدایش میان و ایرادان
 سزد که گویش کنوں کمال نگاه علوم
 بجا است که شرم جنتش بے بیان
 هزار رفعت و برکت تانصیب او بادا
 کہ بست باقی و عایش مرسل یزداں
 جمیع منزل و فرخ نژاد و خوش محضر
 جناب خان عالم امیر و الا شان
 با اتمام و نظامش بعزم دل به دخت
 فزود رونق و رنگ و بیادین تبتان
 چو فکر از بے سال کشادش کردم
 بخت باقی عیشم بچوش دل بختان

اور مولوی عبدالمصاحب
وقت بہار موسم شادی فرار سید
ازد و سنے پاک میز صاحب صفاد و مید
روئے جہاں تیرہ منور شدہ از و
ورایع از کوئے او باد صبا وزید
از قسبت فرخندہ و ز سعادت لزل
صد شکر حق کہ انجمنی تو مبتدای رسید
اسے دل بچر کہ انجمنی ایام و این امام
بر سر دایر جہاں عیاں جزا بجز کر دیہ
چوں این مد صرافت اسلام شد عیاں
پس جان باز پنجدہ انجمنی ہم رسید
از چشمہ اسے خوش نور حق بدیدہ بلیم
پس گوشہ اسے ماند اسے اندر دمی شنید
پس صد سلام بر تو باد و سنے ایام
آنکس چہ دید و جہاں کہ سہ تو دید
صد فریں جماعت دارالعلوم را
کو بدیدہ جہالت عالم عیاں و سید
پس کلج و جہالت مہدی چو کشتی
پس کلج زمین جہاں باغ ارم و مید
کسر صلیب کشتن و جہاں کینہ و
نیر سپہر نیکو آواز و پدید
ایب جہاں کن گرد این دارالعلوم
اشد نشان حق تعالی ز بہر دید
پس فوج نو تاج شرف و کمال دین
باشد بر آسمان جماعت سعید

شیطانی تسلط کی تجدید

یہ اس مضمون کا عنوان ہے جو کونٹ نالساؤ
نے فرانس کے ایک سربراہ اور وہاں ہر سال
میں بچے و نوجوانوں کو کونٹ نالساؤ پر
کے مشاہیر میں سے ہے دیار مغرب میں طفل کتب
بھی اس سے واقف نہیں ہندوستان کی اخبار
خوان جماعت بھی اس کے نام سے بیخبر نہیں رہی
لیکن چونکہ اس کے حالات بشرع و اہل فائز ہوں
کو معلوم نہ ہونگے اس لئے اس کے مضمون کا بڑا
بے سے پہلے بھل طور پر اسکے کچھ حالات بیان
کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے شخص روسی شہر
اور وہیں کا ایک نامور امیر ابن میر ہے اس وقت اس
کی عمر ۷۰ برس کی ہے۔ مگر جسمانی قوت اور دماغی
طاقت میں جوانوں کو مات کہتا ہے اولی عمر میں
فوج میں داخل ہوا۔ اور ابھی اسی میز میں تھا کہ
اس کی پہلی کتاب شائع ہوئی جس سے میرزا اسکے
کریم نوجوان لیکن میدان سخن کا نامور شہسوار ہو کر
رہا۔ طبیعت میں علم شاق فاعب تھا۔ محض بکریا

کے بعد نوکر کی چھوڑ دی اور اپنے عوقد میں جا کر
تاریف و تعریف میں مشغول ہو گیا۔ ناول نویسی
میں اس کا نام روسی ادیبوں کی فہرست میں چوٹی
پر ہے اس کی تاریخی تصنیفات میں بھی کچھ کم پایہ کی
نہیں۔ اسے نامور بنانے کے لئے یہی سزا کافی نہ تھا
لیکن اسی پر اکتفا نہ ہوا۔ فطرت نے اسے مخزومی
کے دوش پر دوش انسانی محبت وود و ماحولانی جزرات
مردانہ آزادی و سادہ دست بیانی سے بھی بہرہ وافر
عطا فرمایا تھا۔ ہمدردی نے اسے سب اقل اپنے
کلیک بے زبان کا شکاروں کی حمایت پر تکرار کیا
دوس میں متنبہ ایک کا شکار اپنے امیر بالکان
ارمنی کے واقعی غلام کا رونا نقص ہونے اور ان کو
غلاموں کا سا ہی برتاؤ ہوتا تھا۔ کا شکار و گنوازی
نے اسے امرا کی مطلق العنانی میں بہت فرق آتا تھا
اور وہ طبیعت اس کے مخالفت تھے مگر کونٹ نالساؤ
کی آواز و جلد پوری ہو گئی۔ اور نالساؤ فرانس کی
معاور کر دیا۔ اس دن سے روس کے تمام کا شکار
اپنے غلاموں کی جماعت کے اس ایک فرمانبردار
امیر کی نالساؤ کے ہم پر جان دیتے ہیں۔ اس کی
آزادانہ تحریر اور سوشل جزیروں کی مروج کی
مسائل سے روسی حکومت اس سے خوش نہیں
مگر اس پر دھڑنری کی وجہ سے وہ اس سے معترض
ہونے کی جزرات نہیں کر سکتے اور یہی سوشل جزیروں
سے جس نے روس کے کمال پر نالساؤ کے لئے
بھی نالساؤ کو کچھ گزند نہیں پہنچنے دیا روسی
کے فرقہ وارانہ کلیسا اسکے تابع ہیں۔ جو لہذا عقاید
و عمل تو جہد کی بجائے رو من کینھولک فرقہ سے
بھی کچھ بڑھ کر اسوسے اسکے پستش اور ادب
پستی کی طرف ایل ہے اور اس پر مستزاد ہے کہ
سرکاری مذہب بھی یہی ہے اور حکومت ہندو کا کھنڈ
اس مذہب کے عقاید و اعمال کی حامی اور معاون ہے
کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا ہارا نہیں۔ بنا بریں اس
میں پاور بول کا تسلط اس میسویں صدی میں بھی
قہریم بھی پوری زائستہ بھی کچھ بڑا چڑا ہو رہا ہے چند
برسوں سے نالساؤ نوجوانت اور مذہبی جبر کا کمانہ
کے اس مقلد کی بھگتی کے دہے ہندو ہے اور اصلی و
حقیقی مسیحی مذہب کی درست کیفیت واضح کر کے
اپنے ہموطنوں کو کورا تاقلید۔ مذہبی جبر ہندو
نیم مشرکونہ اعمال و اعتقادات سے مخلصی دے چکی
کوشش کر رہا ہے۔ حتی کہ مذہبی صیغے اسکی
پے دہ پے یورپوں سے کمال پر از فہم ہو کر
نشتہ میں اسے بدین و محمد قرار دیا۔ اور کلیسا
خارج کر دیا یہ فیصلہ کسی اور کے حق میں صادر ہوتا
تو اس کا ہندو دنیا میں کچھ و جہ و نہر
جائے مگر نالساؤ کی ہر دھڑنری۔ نہایت قدحی اور
نیک نیتی اس نازک موقع پر بھی آئے آئی۔ اور

امداد فتویٰ کے سوا یہ صیغہ جس سے حکومت بھی
ڈرنی ہے کونٹ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ مذہب کے بعد
اب موجود مغربی تہذیب اور اس کے جدید لوازمات
کی باری آئی ہے اسی تہذیب کو وہ شیطانی تسلط
تعبیر کرتا ہے جس کے متعلق اس آزاد و نڈر زہن مغرور
کے خیالات ناظرین کی دلچسپی۔ افادہ اور آگاہی کے لئے
ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ جن امور و ایجادات کو
ہم شرقی کے ثبوت سمجھتے ہیں۔ اس کی نظر میں وہ شیطانی
ہتھکنڈے اور چالیں ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ دنیا کو پھر
اپنے تسلط میں لے رہا ہے وہ اس خیال کو ایک داستان
کے پیرایہ میں بیان کرتا ہے اس کہانی کا خلاصہ یہ ہے
شیطان اپنی جنسی علاقہ میں اور اس میں بٹھا ہے کیونکہ
دنیا کی بادشاہی اس کے ہاتھ سے چھین گئی ہے۔ انبیاء
نے طاقت خدا کو سید ہے راستہ پر نکال دیا و زخ کے
در واز سے بند ہو گئے۔ شیطان بے بس و بیچارہ ہو کر
اپنے مسکن میں گویا جکڑا بیٹھا ہے۔ کوئی نیا شکار ہی
و زخ کا نیند ہن نہیں بن رہا۔ بلکہ پرانے خطا کا بھی
کافی سزا بھگت لینے پر مجبور جماعتی سے مستغنی ہو رہے
اور جنم سے۔ الیٰ پارسے میں کئی سو برس اسی طرح
گندھے اور شیطان کو گم کردہ اقتدار کے واپس پانچ
کچھ امید نہ ہو گئی۔ لیکن اس کے پچھلے ہاتھ بیکار نہ
رہے تھے۔ ایک دن اپنے مضمون و متکثر قائلے نعمت
کو انہوں نے ناگہاں دنیا کی فتح کر کا شروہ آسانا
شیطان کی پچھیں کھل گئیں۔ اور پوچھا یہ کیسے ہوا؟
اس پر پچھلے فرانس نے جواب دیا۔ مہب میں دنیا میں گیا
تو لوگوں کو بالکل مطمئن و خوش پایا۔ اس لئے ان کے
ایمان قارت کوٹنے کے لئے چہا کلیسا دینی مذہبی
معاذات کی منہم جماعت کو بجا کیا۔ تہذیب ہوا کہ
آج خدائے کلام پر کسی کا ایمان نہیں بلکہ میری ایجاد
پہلے جان سے خدا ہیں۔ میں نے اقوامی مسائل
پر لوگوں میں کچھ کچھ اختلاف پایا۔ اور ان کو اپنی
پشادہ کی یہ اختلافات نہایت اہم ہے اور کہ تم اسنی
پر ہو۔ پھر کیا تھا۔ سب آپس میں گھم گھم ہو گئے۔
پر جادو چل گیا۔ اور نزاع باسقام قائم ہو گئی لیکن
کچھ عرصہ بعد کچھ خوف لاحق ہوا۔ کہ کہیں ان پر میرا
غریب نہ کھل جائے۔ اس کی مدد کے لئے میں نے
کلیسا کا شاخسانہ کھڑا کر دیا۔ اور لوگ خدا کو چھوڑ
کر اس کے شیدا ہو گئے اور اس دن سے کچھ بیٹکر ہی
ہو گئی؟ شیطان ایک جیلد کو اپنے سے زیادہ ذہین
پاکر کچھ سٹ پٹایا۔ اور اس سے پوچھا۔ یہ کلیسا کیا
جائے؟ جواب لا کلیسا اس کا نام ہے کہ جب انسان
جیوت بولیں اور ان کو معلوم ہو کہ ان کی بات پر
اجتا نہیں کیا گیا تو خدا کو بطور گواہ درمیان میں
لائیں کلیسا کا بھی کارنامہ نہیں۔ مذہبی اختلافات
کی بنا پر انسانوں کو حقوق پہنچانے کے دستور کا
انی مسالی بھی وہی ہے یہ سکر شیطان وہ بھی جلد

ہوا۔ اور یہ چاہا کہ آج بڑے خود پسندی بڑے گریہ میں چھپے
کی تعلیم کیا ہوئی۔ چیلے نے اس کے جواب میں یہ کہانی سنائی
ایک بکریں جادوگر ایک شخص کے دیے آزار ہوا۔ ایک
اور صلاح جادوگر کو رہم آیا۔ اسی نے انسان کو انگریز
شر سے بچانے کے لئے سرسوں کا دانہ بنا دیا۔ دیکھو
بکریں نے ذرا مرغ کی شکل اختیار لی اور قریب تھا
کہ ان کو کھل جائے۔ کہ ایک بناوٹ سا حرفے اس نے
پر سرسوں کا ایکٹ میر لگا دیا کہ بکریں نہ سارے کو
کھا سکے۔ نہ اس ایک دانے کو چبان سکے۔ یہی ذریعہ
میں نے اختیار کیا۔ میری صلاح پر انسان نے ایک
کتاب الہیہ جو وہ منکر دلوں اور کتاؤں کو مقدس
مان لیا۔ وہ بچنے لگے۔ کہ ان کا بھی غلط کام نہیں
ہے۔ مصلحتی پاک کاموں کے اس تودہ میں وہ پکلی
سادہ تعلیم ایسی مل چکی کہ اب وہ ان مسک
کلاموں پر عمل کر سکتے ہیں۔ اور نہ اس ایک کجی
انسان کو اشد ضرورت ہے پاسکتے ہیں۔

یہ منکر شیطان نے شاگرد کو شاہ دہی۔ کل
ایمان کے ساتھ لکر حرب نہا اور وہ معلوم ہو گیا
کہ حضرت انسان پر ستور و پلے ہی چھوڑ دیا۔ اور
لے اٹھا لے گیا۔ ان کی کچھ صلاح نہیں ہوئی۔
اب ایک اور بوقامت جسکی پیشانی پر وہ سینکڑے
اور پاؤں شوبہ ہوئے تھے۔ سامنے آیا۔ اور عرض کیا
کہ ہاں حضور انسان پر ستور چڑھ چکے ہیں۔ میں نے
ان کو اس جہی پر قائم رکھنے کے لئے وہی درخت
کی جیسے ہمارے باب و رضا و خدمت چھوڑ
والا طاوت کے بارشا تخت ہوئے کے موعظ ہے۔
عمل میں لائے تھے۔ میں نے ان کے کان میں پھونکا کہ
ایک دھڑکے کوٹ مار کو بند کر نیکی بچانے یہ بہتر لگا
کہ ایک شخص کو کامل اختیارات دیکر اس ایک کو روئے
دیا جائے۔ یہ مشورہ مان لیا گیا۔ انہوں نے آجیں و خیر
رتب کر کے اور حکومتیں قائم کی گئیں جن کی طبعیت
چند ملک کی اقامت و جنگاں اور محنتی آبادی کو کھلے
بندوں جب چاہیں۔ لوٹ سکتے ہیں۔

پس کہ شیطان پھر حیران ہوا کہ جس دنیا کو اپنے
دشمنوں سے پیدا کرنے کی تعلیم کی گئی ہو۔ میں
یہ عرض فرماں جس طرح قائم ہو سکتا ہے شاگرد
یہ وہ چاہے یہ تو کچھ مشکل محسوس نہیں۔ میں نے لوگوں کے
دل میں ڈال دی کہ دنیا میں بہتر جہی ہو جو میں
ہو تو اچھے کہا۔ دنیا میں بہشت جہی ہی ہے۔
فرانس۔ انگلستان اور روس میں تو زیہ وحشی
بچے ہیں جسکی ڈالٹ بجے دماغ میں جب
یہ فیصلہ سمجھا تو ان میں ایک دوسرے سے نفرت
اور خوف پیدا ہو گیا اور جملہ اقوام نے اپنی ہمایہ
اقوام کے برخلاف وہی روش اختیار کر لی۔ جو
چوروں اور قاتلوں کی ہوتی ہے۔ شیطان نے
کوشی کی آہ بھری۔ اور چند منٹ ساکت رہ کر

اس شاگرد کی دانت کی بھی شریف کی۔ نہ ہی
انگلوں کا نظام اور حکومت و حب ملک کے بعد
موجودہ تہذیب کے ذریعہ انسان کو دوسرے کا گنہ
بنانے والے شیطانیں کھا رہے ہوئے انہیں سے
ایک بولا میں نے علم من ایجاد کر کے انسان کی
زندگی بچ کر دی ہے اس علم کے ذریعہ وہ قمار کی
بد روشیوں کے مختلف اوتار و اسلوب مٹا کر
کرتے ہیں۔ شیطان کی تسلی ہے تیغوں کی بیانیہ
ہے ہوئی اور اس نے انعام کا وعدہ کر کے سب کو
رضت کرنا چاہا کہ باقی ماندہ حیثیت جو اس نے ہائی
بھی تو بچنے۔ شیطان نے کہا۔ ابھی تم میں سناؤ۔
یہ سکر ببول اور ہے۔ میں ترقی کا حضرت ہیں
میں انہیں غمت کا ہوں۔ میں سرکوں اور بیروں کا
ہوں۔ میں چھپائی کے فن کا ہوں۔ میں انہوں کا
ہوں۔ اس طرح تعلیم تربیت۔ طب۔ مدتی اخلاق
خیرات۔ مسکرات۔ سوشلزم اور سماجی نسوان کے
غناوت سب نے اپنی اپنی تعریف کے سب سے
اول شیطان کے حضور پہنچنے کی کوشش کی۔ یہ
پر تہذیبی و دیگر شیطان نے ڈانٹا کہ باری باری
سے بولو۔ اور زیادہ وقت نہ لو چھوڑو۔ بولو نے
نوبت ہو تو بت اپنی اپنی روپوں میں جس کی شروع
کیں مصلحتی ترقی کا میں بولا میں نے لوگوں کو یہی
پڑا ہوا ہے کہ جتنے زیادہ چیزیں ہو جتنے جلد
دو دنیا میں ان کی حق میں بہتر ہو گا چاہا کہ اب وہ
اشیاء کے بنانے میں حق باپ ایک کر رہے ہیں
لیکن وہ ایسی ہی رہی ہیں کہ وہ ایک دوسری
ناپید نہیں اور تھا سکتا۔ اور بنانے والے ان کے
غیر سے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تعلیم
انکے جن نے کہا کہ میں نے انسانوں کو انسانیت سے
لگا کر بے جان کر دیا ہے۔ شعاع و طوق کے
جن نے کہا۔ میں نے انسانوں کو سکھا یا ہے کہ
علی التواضع اور بسرحہ تمام نقل مکان کرتے رہنا
ان کے لئے بہت مفید ہے۔ چنانچہ اب وہ جہاں
رہتے ہیں اس جگہ اپنی حالت سنوارنے کی کوشش
کرتے کی بجائے وہ بد رنگ ہر ہوتے چرتے ہیں۔
فرقہ کہتے ہیں کہ ہم ایک گھنٹہ میں ۱۰ میل طے کرتے
ہیں۔ من چھپائی کے خناس نے کہا دنیا میں بہتر
یہ قوتیاں اور سید کا ریاں ہوتی ہیں۔ میں ان کو
کہہ رہا ہوں کہ ان کو تو تک پہنچا دیتا ہوں۔ انہوں نے
سوال کیا کہ کیا میں پاکیزہ جذبات اور اعلیٰ خیرات
اور بارے کے پردہ میں برائی کو دلفریب پیرا یہ
دشمن میں دیکھا کہ برائی کے شوق کو انسان میں ہوتا
رہتا ہوں۔ طب کے حضرت نے کہا کہ میں نے انسان
کو اپنے جسم کی حفاظت کا ایسا شہ کر دیا ہے کہ
وہ نہ مرنے اور نہ کی بلکہ اپنی زندگی کو بھی فراموش
کر دیتا ہے۔ تعلیم کے جن نے کہا میں نے یہ کہا کیا ہے

کہ جو لوگ بری زندگی بسر کر رہے ہیں اور اچھی زندگی
انہیں شہی کا مطلب تک نہیں سمجھتے۔ میرا جی میں
اگر وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ بچوں کو نیک زندگی
بسر کرنے کی تعلیم دے سکتے ہیں۔ مدتی اخلاق کے جن کا
دعوای ہے کہ میں نے برہمن لوگوں میں یہ یقین پیدا
کر دیا ہے کہ وہ لحدوں کی بڑائیوں کی اصلاح کر سکتے
ہیں۔ مسکرات کے جن نے کہا کہ میں نے لوگوں کو یہی
پڑھا دی ہے کہ ہر روشی سے بداندہ مصائب آہم
سے بچنے کے لئے ایک مدتی اختیار کرنے کی جائے یہ
نیا وہ مفید ہے کہ شراب۔ اینون و چاندوہ وغیرہ سے
فرق کر لیں۔ حضرت کے جن نے کہا۔ میں نے لوگوں کو
تعلیم کی ہے کہ اگر وہ خلعت کی طبیب سے مشورہ
چرائیں۔ وہ سال مسرت سے چند چھپے نوادیا کریں
تو وہ بہت ہی صلاح اور مصلحتی شخص ہیں مزید اصلاح
کی ان کو کچھ ضرورت نہیں۔ سوشلزم کے جن نے کہا
کہ بہتر معاشرت کی خواہش کے پردہ میں میں نے
فرق فرق کو باہم دشمن بنا دیا ہے۔ سماجی نسوان کے
جن نے عرض کیا۔ میں نے فرقوں میں ہی نہیں بلکہ
پنی نوع انسان کی دونوں جنسوں میں بھی جھگڑا
کرا دی ہے۔ علم و فضل کے حضرت نے فرمایا کہا کہ مجھے
انسان کو خود ستانی کا جسم پتو بنا دیا ہے۔

مالیر کوئلہ میں ایک احمدی خاتون کی تبلیغ

کوئی بیس روز پہلے ہمارے کرم بھائی خواجہ کریم صاحب
احمدی دہلی قندھار ریاست میں دکنیہ تشریف لائے
ہوئے میں انکا بچہ اور ان کی بیوی ساتھ میں ہیں چلے
تو خواجہ صاحب نے ناظر حال نہ تھا رت مدتی جہی
اب پہلے لے اور بچنے سے دل کھول کر باتیں ہو لیں
حدود جہاں اختلاط اور محبت جیسی فری بجائیوں میں
ہوتی جا بے بڑھ گئی اور سوچتے سوچتے حضرت اقدس
علیہ السلام کی دعوت کی تبلیغ کا مسئلہ پھر کیا کہ
کن کن وسائل سے یہ اہم کام بسبب ولت انجام پذیر
ہو سکتا ہے۔ ختمائے تقریر میں معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب
کی بیوی صاحبہ سلسلہ کے مقامہ تباہے اور قرآن کریم
کے حقائق و معارف کے بیان کرتے ہیں پوری بصیرت
رکھتی ہیں۔ ان کو خانے ایسا لگ دیا ہے کہ وہ کیوں سے
مستورات میں اپنا اثر علم و عقل و دلوں سے ڈال سکتی
ہیں اور اپنی خاد و طاقت اور دیانت سے مخالفوں
کا دم بند کر سکتی ہیں۔ وہ حضرت حکیم امت کی شاگرد خاص
ہیں۔ دلوں تک کے مسئلے پر گری رہیں اور قرآن
سنتی ہیں یہ معلوم کر کے مجھے از حد مسرت ہوئی
بہت تیرہ گئی دل میں قوت پیدا ہو گئی اور خیال آیا
کہ کوئلہ کی پردہ نشین شریف غور توں کو جو چند
قرآن کریم کی سادہ و حقائق کے سننے کا موقع بہت ہی

کر دیتا ہے تعلیم کے جن نے کہا میں نے یہ کہا کیا ہے